امام النحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ مریم مکہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سورۂ مریم مکہ میں نازل ہوئی۔

امام طبرانی، ابونعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی مریم الغسانی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی: اس رات میری بچی پیدا ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس رات مجھ پر سورۂ مریم نازل ہوئی ہے تو اس بچی کا نام مریم رکھ دے۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نجاشی نے جعفر بن ابی طالب سے پوچھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائے ہیں اس میں سے کچھ تیرے پاس ہے؟ حضرت جعفر نے فرمایا ہاں۔ حضرت جعفر نے کٓھٰیٰعٓصٓ کی ابتدائی آیات پڑھیں تو نجاشی رونے لگا حتی کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اس کے پادری بھی رونے لگے حتی کہ آیات کی تلاوت سن کر اس کے مصاحف ان کے آنسوؤں کی وجہ سے تر ہوگئے۔ پھر نجاشی نے کہا: یہ کلام اور جو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے ایک مشکاۃ سے نکلے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مورق العجلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی تو آپ نے سورۂ مریم تلاوت فرمائی۔(2)

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن عمر کو ظہر کی نماز میں کٓھٰیٰعٓصٓ پڑھتے ہوئے سنا۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ہاشم بن عاصم الاسلمی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی، غمیم پہنچے تو بریدہ بن الحصیب آئے اور اسلام قبول کیا۔ ہاشم فرماتے ہیں: مجھے منذر بن جہضم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریدہ کو اس رات سورۂ مریم کی پہلی آیات سکھائیں۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مدینہ طیبہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تھے۔ میں نے بنی غفار کے ایک شخص کو پایا کہ وہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہا تھا۔ میں نے اسے پہلی رکعت میں سورۂ مریم اور دوسری میں ویل للمطففین پڑھتے ہوئے سنا۔(5)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝۲ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 303، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 313 (3576)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً (3577)

4۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 4، صفحہ 242، دار صادر بیروت

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 28-327

WWW.NAFSEISLAM.COM

نِدَآءً خَفِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا
وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۞ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَ
كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۞ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ
اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۞ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ
اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ
غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۞ قَالَ
كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ
شَيْـًٔا ۞ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ
لَيَالٍ سَوِيًّا ۞ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ
سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۞

"کاف، ہا، یا، عین، ص۔ یہ ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر فرمائی۔ جب اس نے پکارا اپنے رب کو چپکے چپکے۔ عرض کی اے میرے رب میری حالت یہ ہے کہ کمزور و بوسیدہ ہوگئی ہیں میری ہڈیاں اور بالکل سفید ہوگیا ہے (میرا) سر بڑھاپے کی وجہ سے اور اب تک ایسا نہیں ہوا کہ میں نے تجھے پکارا ہو اے میرے رب اور میں نامراد رہا ہوں۔ اور میں ڈرتا ہوں (اپنے بے دین) رشتہ داروں سے (کہ وہ) میرے بعد (دین ضائع نہ کر دیں) اور میری بیوی بانجھ ہے پس بخش دے مجھے اپنے پاس سے ایک وارث۔ جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا اور بنا دے اسے اے رب! پسندیدہ (سیرت والا)۔ اے زکریا! ہم مژدہ دیتے ہیں تجھے ایک بچے (کی ولادت)، کا اس کا نام یحییٰ ہوگا، ہم نے نہیں بنایا اس کا کوئی ہم نام اس سے پہلے۔ زکریا نے عرض کی میرے رب! کیسے ہوسکتا ہے میرے ہاں لڑکا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود پہنچ گیا ہوں بڑھاپے کی انتہا کو۔ فرمایا یونہی ہوگا، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ اس کبرسنی میں بچہ دینا آسان بات ہے اور (دیکھو!) میں نے تمہیں بھی تو پیدا کیا تھا اس سے پیشتر حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے۔ زکریا نے عرض کی: اے میرے رب! ٹھہرا دے میرے لیے کوئی علامت جواب ملا تیری علامت یہ ہے کہ تو بات نہیں کر سکے گا لوگوں سے تین رات تک حالانکہ تو بالکل تندرست ہوگا۔ پھر آپ نکل کر آئے اپنی قوم کے پاس (اپنے) عبادت خانہ سے تو اشارہ سے انہیں سمجھایا کہ تم پاکی بیان کرو (اپنے رب کی) صبح و شام"۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کٓھٰیٰعٓصٓ سے مراد یہ ہے: کبیر، ہاد، امین، عزیز، صادق (1) ایک روایت میں ہے: کاف کبیر کا بدل ہے۔

امام عبد الرزاق، آدم بن ایاس، عثمان بن سعید، الدارمی نے التوحید میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کاف، کریم سے ہے، ھا، ہاد سے ہے، یا حکیم سے ہے، عین علیم سے ہے اور صاد صادق سے ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور کئی صحابہ سے روایت کیا ہے: کٓھٰیٰعٓصٓ یہ حروف ہجاء ہیں جو مختلف اسماء سے علیحدہ کے گئے ہیں۔ کاف، الملک سے ہے، ہا، اللہ سے ہے، یا اور عین العزیز سے ہیں اور صاد، المصور سے ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی سے روایت کیا ہے کہ ان سے کٓھٰیٰعٓصٓ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ابو صالح عن ام ہانی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ کٓھٰیٰعٓصٓ سے مراد کاف، ھاد، عالم اور صادق ہیں۔

امام عثمان بن سعید الدارمی، ابن ماجہ، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: ابن عباس فرماتے تھے کہ کٓھٰیٰعٓصٓ، حم، یسین اور اس جیسے دوسرے کلمات اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کٓھٰیٰعٓصٓ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ قسم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں بڑا ہوں، ہدایت دینے والا ہوں، بلند مرتبہ ہوں، امین ہوں، سچا ہوں (انا الکبیر الھادی، علی، امین، صادق)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کاف، الملک سے ہے۔ الھاء اللہ سے ہے۔ عین، العزیز سے ہے اور الصاد الصمد سے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الکاف جابی ہے، اس کا اسم کافی ہے، الھاء جابی ہے، اس کا اسم ہادی ہے عین، جابی ہے، اس کا علم عالم ہے، الصاد جابی ہے، اس کا اسم صادق ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کٓھٰیٰعٓصٓ کا مطلب یہ ہے کہ اے وہ ذات جو پناہ دیتی ہے اور جس کے خلاف پناہ نہیں دی جاتی۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قرآن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ واللہ اعلم۔ (4)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 403 (3406)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (3405)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 350 (1729)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس داخل ہوتے تو ان کے پاس گرمیوں میں سردیوں کے پھل اور سردیوں میں گرمیوں کے پھل پاتے تھے، فرمایا ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔

امام احمد، ابویعلی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام نجار (لکڑی کا کام کرنے والا) تھے۔(1)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عاسر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زکریا بن دان ابا یحییٰ ان انبیاء کے بیٹوں میں سے تھے جو بیت المقدس میں وحی لکھتے تھے۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ نے آہستہ سے دعا کی کیونکہ آپ ریاکاری نہیں کرنا چاہتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے آہستہ سے دل میں دعا کی۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ خفی آواز اور صاف دل کو پسند فرماتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے انبیاء میں آخری نبی زکریا بن ادریس تھے جو یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور انہوں نے اپنے رب سے آہستہ دعا کی تھی رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىِٕكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ۔ وہ عصبہ تھے يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ یعنی نبوت کا وارث بنے۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یعنی جبرئیل نے ندا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک بچے کی خوش خبری دیتا ہے جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ جب اس نے ندا سنی تو شیطان آپ کے پاس آیا اور کہا اے زکریا! جو آواز آپ نے سنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے۔ وہ شیطان ہے جو تجھ سے تمسخر کر رہا ہے۔ حضرت زکریا کو شک ہوا تو کہا میرے لیے بچہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا۔ میں نے تجھے اس سے پیشتر پیدا کیا اور تم کچھ بھی نہ تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے هَيِّنٌ کا معنی ضعف (یعنی کمزور ہونا) روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہڈیاں ضعیف ہوگئی ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىِٕكَ رَبِّ شَقِيًّا ہمیشہ سے تو نے میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں ہمیشہ تیری بارگاہ میں التجا کرنے کی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 645 (4145) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 19، صفحہ 49، دار الفکر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 645 (4144)
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 352 (1739)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سعادت کے گوہر نایاب حاصل کرتا رہا اگر چہ تو نے مجھے عطا نہ بھی کیا۔

ابوعبید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن العاص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ مجھے عثمان عفان نے خود اِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ لکھوایا یعنی خاء اور فاء کے نصب کے ساتھ اورت کے کسرہ کے ساتھ۔ فرماتے اس کا مطلب یہ ہے رشتہ دار کم ہو گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْمَوَالِيَ سے مراد ورثاء ہیں جو میت کے عصبہ ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْمَوَالِيَ سے مراد آل یعقوب میں سے عصبہ ہیں اور آپ کے پیچھے ایک نوجوان تھا اور زکریا علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور ایک روایت میں ایوب ہے۔

امام الفریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد نہ تھی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ...... الآیہ، فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے مال کا وارث بنے اور آل یعقوب سے نبوت کا وارث بنے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ نبوت اور علم کا وارث بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی زکریا پر رحم فرمائے کہ انہوں نے وارث کا سوال کیا۔ اور اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے انہوں نے قوی سہارا کی طرف پناہ لینے کا اظہار کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یعنی میری موت کا اور آل یعقوب کی نبوت کا وارث بنے۔

امام ابن ابی حاتم نے صالح سے روایت کیا ہے وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یعنی آل یعقوب سے سنت اور علم کا وارث بنے۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ خِفْتُ کو خاء کے نصب اور تاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور يَرِثُنِيْ وَيَرِثْ کو جزم کے ساتھ پڑھتے تھے

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ يَرِثُنِيْ وَيَرِثْ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی يَرِثُنِيْ اور يَرِثُ کو مرفوع پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام نے عرض کی (یا رب هب لی ابنا) یا رب! مجھے بیٹا عطا فرما، ان کا بچہ پیدا ہوا تو بڑا ہو کر اس نے داؤد علیہ السلام پر خروج کیا، حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا اور کہا کہ اگر تم اسے صحیح سلامت پکڑ لو تو تم میری طرف ایک ایسا شخص بھیجنا جس کے چہرہ کو دیکھ کر میں خوشی پہچان لوں۔ اور اگر تم اسے قتل کر دو تو میری طرف ایسا شخص بھیجنا جس کے چہرے میں میں برائی پہچان لوں۔ لشکر نے داؤد علیہ السلام کے بیٹے کو قتل کر دیا تو انہوں نے آپ کی طرف ایک کالے رنگ کا آدمی بھیجا، جب حضرت داؤد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16 صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

علیہ السلام نے اسے دیکھا تو پہچان گئے کہ بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یا رب! تو نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ اس نے مجھ پر خروج کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے میرا ذکر نہیں کیا تھا، محمد بن کعب نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے اس طرح دعا نہیں مانگی تھی جس طرح حضرت زکریا نے مانگی تھی وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے بیٹا عطا فرما تو جبرائیل امین آئے اور یحییٰ علیہ السلام کو خوش خبری سنائی، اس وقت زکریا علیہ السلام نے کہا میرے لیے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، جبرائیل امین نے ایک سوکھی لکڑی اٹھائی اور اسے حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاتھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا: اسے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان داخل کر لے، حضرت زکریا نے ایسا کیا تو آپ کے سر میں ایک لکڑی تھی جو دو پتوں کے درمیان تھی جن سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جبرائیل نے کہا: وہ ذات جس نے اس لکڑی سے اس پتے کو نکالا وہ آپ کی صلب اور آپ کی بانجھ بیوی سے بچہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا کے تحت روایت کیا ہے: یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں تھا۔(1)

امام عبد الرزاق، احمد نے الزہد میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے(2) احمد نے الزہد میں عکرمہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے، بانجھ عورتوں میں سے کسی نے آپ کی مثل بچہ جنم نہ دیا۔

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَمِيًّا کا معنی مثلاً روایت کیا ہے اور سعید بن جبیر سے اس کا معنی شبیہاً روایت کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت یحییٰ بن خلاد الزرقی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب ان کی پیدائش ہوئی تو انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے اسے گھٹی دی اور فرمایا میں اس کا ایسا نام رکھتا ہوں جو یحییٰ بن زکریا کے بعد کسی کا نہیں رکھا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام یحییٰ رکھا۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ عتیا پڑھتے تھے یا عسیا پڑھتے تھے۔(4)

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں اور حاکم نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 403 (3407)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 352 (1737)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 59، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 267 (2962)

نافع بن الازرق نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ العتی کیا ہے؟ فرمایا بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری۔ شاعر نے کہا ہے:

اِنَّمَا يَعْذِرُ الْوَلِيْدُ وَلَا يَعْذِرُ مَنْ كَانَ فِي الزَّمَانِ عِتِيًّا

''ولید نے عذر پیش کیا ہے حالانکہ زمانہ میں کسی نے کمزوری کا عذر پیش نہیں کیا''۔(1)

عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا یعنی ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس جملہ کا مطلب یہ لکھا ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ العتی وہ ہوتا ہے جو بچے پیدا کرنے سے عاجز ہوتا ہے، وہ سوچتا ہے کہ اس کی اولاد نہ ہو گی۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زکریا علیہ السلام ستر سال کے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ساٹھ سال کے تھے جب آپ نے کہا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ الرامہرمزی نے الاسناد میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ اس وقت کہا تھا جب آپ ساٹھ یا پینسٹھ سال کے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عِتِيًّا کو عین کے ضمہ کے ساتھ پڑھا۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن وثاب سے روایت کیا ہے کہ وہ عِتِيًّا اور صِلِيًّا کو عین اور صاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عقیل سے روایت کیا ہے کہ وہ عسیا یعنی سین اور عین کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور الحاکم رحمہم اللہ نے حضرت نوف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً یا رب مجھے ایسی نشانی عطا فرما جس سے مجھے پتہ چل جائے کہ تو نے میری دعا قبول فرمالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کی زبان پر مہر لگادی حالانکہ آپ بالکل صحیح سلامت تھے۔ کوئی تکلیف اور مرض نہ تھی آپ نے تین دن گفتگو نہ کی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بغیر مرض کے اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان بند کر دی۔(2)

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بغیر گونگے پن کے آپ نے تین دن متواتر بات نہ کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

عبد بن حمید نے مجاہد سے ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ بالکل صحیح تھے اور کوئی مرض کلام سے مانع نہیں تھی۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ کی زبان روک لی گئی تھی۔ آپ کسی سے کلام نہیں کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تورات کی تلاوت کر لیتے تھے۔ جب لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ کرتے تو بات نہ کر سکتے تھے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 404 (3408)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 62، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے الْمِحْرَابِ کا معنی مصلّٰی (نماز کی جگہ) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ کا معنی كَتَبَ لَهُمْ (یعنی ان کے لیے لکھا) روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے الْحُكْمَ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذ ر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ مطلب روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی مفہوم روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے انہیں نماز پڑھنے کا اشارہ کیا۔(2)

ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا نے انہیں صبح وشام نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ بُكْرَةً سے مراد صبح کی نماز ہے اور عَشِيًّا سے مراد عصر کی نماز ہے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

''اے یحییٰ پکڑلو اس کتاب کو مضبوطی سے اور ہم نے عطا فرمادی ان کو دانائی جب کہ وہ بچے تھے۔ اور وہ خدمت گزار تھے اپنے والدین کے اور وہ جابر اور سرکش نہ تھے۔ اور سلامتی ہو ان پر جس روز پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال کریں گے اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا زندہ کر کے''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے الْحُكْمَ کا معنی اَلْفَهْمُ روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: اس کتاب میں جو فرائض ہیں ان پر عمل کرو۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے عکرمہ سے الْحُكْمَ کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا اللب (ذہانت اور دانائی)۔

امام ابونعیم، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 355 (1749)، دار الکتب العلمیہ بیروت	2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 404 (3409)

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا: حضرت یحییٰ علیہ السلام کو فہم اور عبادت اس وقت عطا کی گئی تھی جب کہ آپ سات سال کے تھے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کو دانائی عطا کی گئی جب کہ آپ تین سال کے تھے۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الخرائطی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت معمر بن راشد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ بچوں نے یحییٰ بن زکریا سے کہا ہمارے ساتھ چلو ہم مل کر کھیلیں۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا میں کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحییٰ بن زکریا کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: میں کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا(2)۔ اس کو ابن عساکر نے معاذ بن جبل سے مرفوع نقل کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت سہل بن سعید عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچوں نے یحییٰ بن زکریا سے کہا چلو ہمارے ساتھ کھیلو۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا: ہم کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کے گئے۔ تم چلو ہم نماز پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس کی راہنمائی کرتا ہے وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بالغ ہونے سے پہلے قرآن پڑھ لیا اسے بچپن میں ہی دانائی عطا کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کی ہے۔

عبدالرزاق، الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الزجاجی (نے امالی میں)، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں عکرمہ کے طریق سے ابن عباس سے حَنَانًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے مگر یہ میرا گمان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمانا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے وَّحَنَانًا کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کا مطلب ہے رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا یعنی ہماری طرف سے رحمت۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کا مطلب پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا (ہماری طرف سے رحمت)۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 183، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 353 (1743)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 354 (1747)

معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا: ہاں تونے طرفہ بن العبد البکری کا قول نہیں سنا:

اَبَا مُنْذِرٍ اَفْنَیْتَ فَاسْتَبْقِ بَعْضَنَا حَنَانَیْكَ بَعْضُ الشَّرِّ اَهْوَنُ مِنْ بَعْضٍ

''اے ابومنذر تو نے فنا کیا، ہمارے بعض افراد نے تیری رحمت کی طرف جلدی کی بعض شر بعض سے آسان ہوتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کا معنی تَعَطُّفًا مِّنْ رَّبِّهٖ عَلَيْهِ ''یعنی رب کریم کی طرف سے ان پر مہربانی'' روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس کا معنی رحمت روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے اس کا معنی رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا روایت کیا ہے یعنی ہمارے علاوہ رحمت کی بخشش کا کوئی مالک نہیں ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سعید الجہنی رحمہ اللہ سے اس کا معنی بہت زیادہ محبت کرنے والا روایت کیا ہے۔

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے اس کا معنی رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا اور زَكٰوةً کا مطلب صدقہ روایت کیا ہے۔ (1)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے زَكٰوةً کا معنی برکۃ روایت کیا ہے۔ وَكَانَ تَقِيًّا یعنی وہ پاک ہے اس نے کبھی گناہ نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ان سے وَكَانَ تَقِيًّا کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ اس کا کبھی ارادہ کیا۔

امام عبدالرزاق، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سعید بن المسیب فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کسی شخص سے ملاقات نہیں کرے گا مگر جس سے غلطی ہوئی ہوگی سوائے یحیٰی بن زکریا کے۔ قتادہ فرماتے ہیں: الحسن نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت یحیٰی بن زکریا نے کبھی گناہ نہیں کیا اور نہ کبھی آپ نے کسی عورت کا ارادہ کیا۔ (2)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان آیات کا یہ ترجمہ روایت کیا ہے۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے رحمت کا ذکر کیا ہے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ یعنی حضرت زکریا نے اپنے رب سے رات کے وقت دعا کی جب کہ کوئی اور سننے والا نہیں تھا یا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کانوں کو بھی نہ سنائی رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ یعنی میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا یعنی سیاہی پر سفیدی غالب آگئی ہے وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ اے میرے پروردگار! میں نے جب بھی تیری بارگاہ میں دست سوال اٹھایا تو نے کبھی میری استدعا کو رد نہیں فرمایا تو نے کبھی مجھے نامراد نہیں لوٹایا جس طرح میں کبھی زمانہ ماضی میں نامراد نہیں لوٹا اسی طرح آئندہ بھی ناکامی و نامرادی نہیں دیکھنا چاہتا۔ تو نے مجھے اپنی دعا کی قبولیت کا عادی بنا دیا ہے وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ میرا کوئی وارث نہیں بچا میرے عصبہ نہیں رہے تو فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ مجھے اپنی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 354 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 355

جناب خاص سے بچہ عطا فرما جو میرے محراب، میرے عصا، ٹوپی اور میری قلم کا وارث ہو جس کے ساتھ میں لکھتا ہوں وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ اور آل یعقوب کی طرف سے نبوت کا وارث ہو وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا۝ اور وہ بچہ ایسا ہو کہ تیری بارگاہ میں پاکیزہ ہو اچھے اعمال کا خوگر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ اس وقت آپ اور آپ کی بیوی بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے، آپ اپنی عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جہاں آپ قربانیاں ذبح کرتے تھے۔ ایک شخص آیا جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اور وہ جبرئیل تھا اس نے کہا یٰزَکَرِیَّا اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ یَحْیٰی) یحیٰی یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، یہ حی سے مشتق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے اوپر ان کا یہ نام رکھا لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا یعنی یحیٰی کی پیدائش سے پہلے زکریا کے لیے کسی بچے کا نام یحیٰی نہ رکھا هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا کیا تم ان کا کوئی بیٹا جانتے ہو۔ اور زکریا علیہ السلام کا کوئی بیٹا نہ تھا اور کسی کا نام یحیٰی نہ تھا۔ فرماتے ہیں: حضرت یحیٰی کا نام حیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ علیہا السلام کو اسحٰق علیہ السلام عطا فرمائے تو ان کا نام پہلے یسارہ تھا۔ یسارہ اس عورت کو کہتے ہیں جو بچے نہیں جنتی اور سارہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا رحم بچے پیدا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا نام سارہ رکھ دیا اور سارہ سے یاء کو منتقل کر کے حی کے ساتھ لگا دیا اور حضرت زکریا کے بیٹے کا نام یحیٰی رکھ دیا۔ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا آپ کو اندیشہ تھا کہ میری بیوی بچہ جنم نہیں دے گی فرمایا کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ یٰزَکَرِیَّا هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَکُ شَیْـًٔا۝ جس طرح تو کچھ بھی نہ تھا تو میں نے تجھے پیدا کیا تو اسی طرح میں بوڑھے اور بانجھ عورت سے بچہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہوں، ابلیس آپ کے پاس آیا اور کہا اے زکریا! تمہاری دعا آہستہ تھی اور تیری دعا بلند آواز کے ساتھ قبول کی گئی اور بلند آواز کے ساتھ تجھے بشارت دی گئی۔ یہ آواز شیطان کی طرف سے تھی نہ یہ جبرئیل کی آواز تھی اور نہ تمہارے رب کی طرف سے تھی قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ میری اس بشارت کے لیے کوئی علامت بنا دیں تا کہ میں اسے پہچان لوں قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا۝ یعنی آپ بالکل صحیح سلامت سے کوئی گونگا پن نہ تھا۔ آپ کی بیوی کو حیض شروع ہو گیا۔ جب وہ پاک ہوئی تو زکریا علیہ السلام ان کے پاس گئے تو وہ حاملہ ہوئی، حضرت زکریا علیہ السلام کا بولنا بند ہو گیا۔ جب آپ تسبیح اور نماز کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی زبان کھول دیتا۔ جب لوگوں سے کلام کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی زبان بند کر دیتا۔ یہ بطور عقوبت تھا کیونکہ انہیں بچے کی بشارت دی گئی تو انہوں نے کہا اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ میرے لیے بچہ کیسے ہوگا، آپ کو اندیشہ ہوا کہ ہو سکتا ہے یہ آواز اللہ کی طرف نہ ہو فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ آپ اپنی عبادت گاہ سے باہر آئے تو انہوں نے لوگوں کو لکھ کر دیا کہ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَةً وَّ عَشِیًّا۝ صبح اور عصر کی نماز پڑھو آپ کو بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نبی تقی صالح بچہ عطا فرمایا یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ اے یحیٰی! کتاب کو کوشش اور اطاعت کے اجتہاد اور شکر کے ساتھ پکڑو اور جو کچھ اس میں احکام ہیں ان پر عمل کر کے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ یعنی ہم نے یحیٰی کو فہم عطا فرمایا صَبِیًّا جب کہ ابھی آپ بچے تھے، یہ اس طرح ہو کہ ایک دفعہ آپ ہم عمر بچوں کے پاس سے گزرے جو دریا کی مٹی اور پانی سے کھیل رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے یحیٰی! ادھر آؤ ہم کھیلیں، حضرت یحیٰی نے فرمایا سبحان اللہ کیا ہم کھیلنے کے لیے پیدا کیے

گئے ہیں؟ وَحَنَانًا یعنی رحمۃ وعطفا۔ زَكٰوةً یعنی حضرت زکریا پر صدقہ۔ وَ كَانَ تَقِيًّا یعنی پاک اور اللہ کا اطاعت گزار تھا۔ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا یعنی وہ کسی ایسے نفس کو قتل نہیں کرتے تھے جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ عَصِيًّا یعنی اپنے رب کا نافرمان نہیں تھا۔ سَلٰمٌ عَلَيْهِ یعنی اللہ سلامتی بھیجے اس پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن ان کا وصال ہوا اور جس دن زندہ کرکے انہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مالک نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ ان کا حمل اکٹھا ہوا تھا۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت یحییٰ کی والدہ نے مریم سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ جو میرے پیٹ میں ہے وہ اس کو سجدہ کرتا ہے جو آپ کے پیٹ میں ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو فضیلت دی۔ اس کی وجہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ معجزہ بخشا تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور اکمہ وابرص کو ٹھیک کرتے۔ اور یحییٰ علیہ السلام کی زندگی نہ تھی مگر زمین کی گھاس، وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے روتے رہتے تھے حتیٰ کہ اگر آپ کے رخسار پر تارکول ہوتا تو آنسوؤں کی وجہ سے وہ بھی پگھل جاتا، آپ کے آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر گزرگاہ بنالی تھی۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابن خزیمہ، دارقطنی (الافراد میں)، ابونصر السجزی (الابانہ میں) اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم مسجد نبوی میں ایک حلقہ میں بیٹھے تھے اور انبیاء کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ ہم نے نوح علیہ السلام اور آپ کی طویل عبادت کا ذکر کیا۔ ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم آپس میں کیا بیان کر رہے ہو۔ ہم نے آپ کو بتایا (کہ ہم انبیائے کرام کے فضائل بیان کر رہے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت یحییٰ بن زکریا سے بہتر کوئی نہیں ہونا چاہیے کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کا کیا وصف بیان فرمایا ہے يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا یعنی کبھی آپ نے برائی نہیں کی اور کبھی برائی کا ارادہ نہیں فرمایا۔(2)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے پاس ایک دن تشریف لائے۔ وہ انبیاء کی فضیلتوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ ایک کہنے والے نے کہا: موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمائی۔ ایک کہنے والے نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور روح ہیں، ایک اور کہنے والے نے کہا ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شہید ابن شہید جو گناہ کے خوف سے اون پہنتا تھا اور پتے کھاتا تھا (یعنی) یحییٰ بن زکریا اس کا کہاں مقام ہے؟(3)

امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام کی اولاد میں کوئی نہیں ہے مگر اس نے خطا کی یا خطا کا ارادہ کیا سوائے یحییٰ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 73-69-168، دار الفکر بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 218 (12938)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 190، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

44A

بن زکریا کے۔ انہوں نے خطاء کا نہ ارادہ کیا اور نہ خطا کا عمل کیا۔ (1)

امام ابن اسحٰق، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان قیامت کے دن آئے گا تو اس کا کوئی نہ کوئی گناہ ہوگا سوائے یحییٰ بن زکریا کے۔ (2)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یحییٰ بن زکریا سے بہتر ہوں۔ انہوں نے گناہ کا ارادہ ہی نہیں کیا اور نہ کبھی کسی عورت کا تصور ان کے دل میں کھٹکا۔ (3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ضمرہ بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں جن بچوں سے حاملہ ہوئیں۔ ان میں سے کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یحییٰ بن زکریا سے افضل ہوں۔ ان کے دل میں کبھی خطا کا تصور ہی نہیں آیا تھا اور نہ انہوں نے اس کا ارادہ کیا تھا۔ (4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عورتوں کے پیٹ میں جس بچے نے حرکت کی اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یحییٰ بن زکریا سے افضل ہوں کیونکہ ان کے دل میں کبھی خطا کا خیال تک نہیں آیا اور نہ اس نے خطا کا ارادہ کیا۔ (5)

امام عبدالرزاق، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام آپس میں ملے تو یحییٰ علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تم میرے لیے استغفار کرو تم مجھ سے بہتر ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بلکہ تم مجھ سے بہتر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا ہے اور میں نے خود اپنے اوپر سلام بھیجا ہے۔ پس آپ اپنی فضیلت کو پہچان گئے۔ (6)

احمد، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور الضیاء نے ابو سعید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحسن اور الحسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں سوائے خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے۔ (7)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یحییٰ علیہ السلام عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے اور نہ ان کی خواہش کرتے تھے۔ آپ نوجوان اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ آپ کے پہلو نرم تھے، بال قلیل تھے، انگلیاں چھوٹی تھیں، ناک لمبی تھی، ابرو ملے ہوئے تھے، آواز باریک تھی، بہت زیادہ عبادت گزار تھے اور اطاعت الٰہی پر بہت زیادہ قوت رکھتے تھے۔ (8)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 647 (4149)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 404 (3411)
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 191، دارالفکر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 195
5۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 195
6۔ کتاب الزہد، صفحہ 96، دارالکتب العلمیہ بیروت
7۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 182 (4778)
8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 647 (4150)

14B

امام بیہقی نے الشعب میں (انہوں نے اس کو ضعیف کہا ہے) اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اللہ کے نزدیک دنیا کی ذلت میں سے یہ ہے کہ یحییٰ بن زکریا کو ایک عورت نے قتل کر دیا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کون مصیبت کا انکار کرتا ہے، میں تو مصیبت کا انکار نہیں کرتا، مجھے بتایا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا ایک زانیہ کے سبب شہید کیے گئے تھے۔(2)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے اپنے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات زکریا علیہ السلام کو آسمان میں دیکھا اور ان پر سلام کیا اور کہا اے ابو یحییٰ! مجھے بتاؤ تم کیسے قتل ہوئے اور آپ کو بنو اسرائیل نے کیوں قتل کیا؟ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ! یحییٰ اپنے زمانہ کے لوگوں سے بہتر تھا، خوب صورت بھی تھا اور ملیح بھی تھا۔ وہ ایسا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سیداً و حصوراً) اسے عورتوں کی احتیاج نہ تھی، بنی اسرائیل کے بادشاہ کی ایک عورت یحییٰ کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔ وہ عورت بدکارہ تھی، اس نے یحییٰ کو بلایا، اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو محفوظ رکھا اور اس نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے یحییٰ کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا، بنی اسرائیل کی ایک عید تھی جس میں وہ ہر سال جمع ہوتے تھے اور بادشاہ ایسا تھا کہ وعدہ کرتا تو وعدہ شکنی نہ کرتا اور نہ جھوٹ بولتا تھا۔ بادشاہ عید کے لیے نکلا تو اس کی بیوی نے اسے الوداع کہا، بادشاہ اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا۔ پہلے اس کی بیوی نے کبھی اس سے سوال نہ کیا تھا۔ جب آج بیوی نے الوداع کہا تو بادشاہ نے کہا آج تو مجھ سے مانگے گی میں تجھے عطا کروں گا، اس نے کہا میں یحییٰ بن زکریا کا خون چاہتی ہوں۔ بادشاہ نے کہا کوئی اور چیز مانگ بیوی نے کہا مجھے تو فقط وہی مطلوب ہے۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے، تیری یہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔ اس عورت نے اپنے سپاہیوں کو یحییٰ کی طرف بھیجا جب کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور میں (زکریا) ان کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ ان کو ایک تھال میں ذبح کیا گیا اور ان کا سر اور خون اس عورت کو پیش کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا پھر صبر کہاں تک پہنچا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی نماز کو نہ چھوڑا، جب یحییٰ کا سر لے جایا گیا اور اس عورت کے سامنے رکھا گیا۔ جب شام ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو اس کے گھر والوں اور خادموں کو زمین میں دھنسا دیا، جب صبح ہوئی تو بنو اسرائیل نے کہا زکریا کا خدا زکریا کے لیے ناراض ہوا ہے۔ آؤ ہم بھی اپنے بادشاہ کے لیے ناراضگی کا اظہار کریں اور زکریا کو قتل کر دیں۔ پس بنو اسرائیل مجھے قتل کرنے کے لیے میرے پیچھے نکلے، مجھے ایک ڈرانے والے نے آ کر بتایا (کہ وہ ایسی سازش کر رہے ہیں) تو میں ان سے بھاگ گیا، ابلیس ان اسرائیلوں کے آگے آگے تھا جو میرے متعلق ان کی راہنمائی کر رہا تھا، جب مجھے خدشہ ہوا کہ میں انہیں عاجز نہیں کر سکتا تو میرے سامنے ایک درخت آیا۔ اس نے مجھے ندا دی میری طرف آجا میری طرف آجا، وہ درخت میرے لیے پھٹ گیا میں اس کے تنے میں داخل ہو گیا۔ ابلیس آیا تو اس نے میری چادر کی طرف پکڑ لی۔ درخت مل گیا لیکن میری چادر کا پلو باہر رہ گیا، بنو اسرائیل آئے تو

1۔ تاریخ ابن عساکر جلد 64، صفحہ 206، دارالفکر بیروت	2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 640 (6348)، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابلیس نے کہا کیا تم نے دیکھا کہ وہ اس درخت میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ اس کی چادر کا پلو ہے۔ وہ اس چادر کے ساتھ درخت میں داخل ہوا ہے، اسرائیلیوں نے کہا ہم اس درخت کو جلاتے ہیں۔ ابلیس نے کہا اس کو آری کے ساتھ چیر دو۔ حضرت زکریا نے فرمایا: آری کے ساتھ درخت سمیت مجھے چیرا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے زکریا! کیا آپ نے کوئی تکلیف یا درد محسوس کیا تھا؟ حضرت زکریا نے کہا نہیں مجھے تو محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح اس درخت میں ڈال دی ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زکریا علیہ السلام بھاگ گئے اور درخت کے خول میں داخل ہو گئے۔ درخت پر آری رکھی گئی اور دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ جب آری حضرت زکریا کی پیٹھ پر پہنچی تو آپ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے زکریا! اپنا رونا بند کرو ورنہ میں زمین اور اس پر جو کچھ ہے سب الٹ دوں گا، پس آپ خاموش ہو گئے حتی کہ دو ٹکڑوں میں کاٹ دیئے گئے۔(2)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحیٰی بن زکریا کا کھانا مکڑی اور درختوں کے تنوں کا نرم اندرونی حصہ تھا۔ فرماتے تھے یحیٰی تجھ سے زیادہ نعمتوں والا ہو گا، تیرا کھانا مکڑی (ٹڈی) اور درختوں کے تنوں کا اندرونی نرم حصہ ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابن عساکر نے ابوادریس الخولانی، ابن المبارک، ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: یحیٰی بن زکریا کا کھانا گھاس تھا اور وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے روتے تھے حتی کہ اگر ان کی آنکھوں پر تارکول بھی ہوتا تو وہ اسے جلا دیتا اور آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر گزرگاہیں بنالی تھیں۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحیٰی بن زکریا علیہ السلام ایک دینار سے گزرے تو فرمایا اے دینار، اے عبد العبید، اے معبد الاحرار، کتنا قبیح ہے یہ چہرہ۔(5)

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحیٰی بن زکریا علیہما السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اے میرے رب! مجھے ایسا بنا دے کہ میں لوگوں کی زبانوں پر سلامت ہو جاؤں۔ لوگ میرے متعلق صرف خیر کے کلمات ہی کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی اے یحیٰی! یہ تو میں نے اپنے لیے بھی نہیں کیا، تیرے لیے کیسے کر دوں؟

امام احمد، بیہقی (شعب میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ثابت البنانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ابلیس حضرت یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کے سامنے آیا تو حضرت یحیٰی نے اس پر ہر چیز کی محبت کی جانے والی چیزیں دیکھیں، یحیٰی علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہ کیا ہیں؟ اس نے کہا یہ وہ شہوات ہیں جس کے ذریعے آدم علیہ السلام کی اولاد پھنسائی جاتی ہے۔ یحیٰی علیہ السلام نے پوچھا کیا ان میں میرے لیے بھی کچھ ہے؟ ابلیس نے کہا نہیں۔ یحیٰی علیہ السلام نے پوچھا کیا تو مجھ سے بھی کچھ لے لیتا ہے؟ ابلیس نے کہا: جب تو سیر ہو کر کھاتا ہے تو ہم تجھے نماز اور ذکر سے بوجھل کر دیتے ہیں۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 19، صفحہ 56-55، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 55
3۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 198
4۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 201
5۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 199

حضرت یحییٰ نے کہا اور بھی کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ یحییٰ علیہ السلام نے کہا یقیناً میں کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن جدعان عن علی بن الحسین عن الحسین بن علی (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا ہے: بادشاہ مر گیا تو اس نے پیچھے بیوی اور بیٹی چھوڑی۔ اس بادشاہ کی بادشاہی کا وارث اس کا بھائی بن گیا۔ اس نے اپنے بھائی کی بیوی سے نکاح کا ارادہ کیا۔ اس نے یحییٰ علیہ السلام سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ اس زمانہ میں بادشاہ انبیاء علیہم السلام کے حکم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا تو اس عورت سے نکاح نہ کر کیونکہ وہ بدکارہ عورت ہے۔ یہی خبر اس عورت تک پہنچ گئی۔ اس نے کہا یحییٰ کو قتل کیا جائے یا ملک بدر کیا جائے گا۔ اس نے اپنی بیٹی کو میک اپ کیا پھر کہا تم بھرے مجمع میں اپنے چچا کے پاس جاؤ۔ جب وہ تجھے دیکھے گا تو تجھے بلائے گا اور تجھے اپنی گود میں بیٹھائے گا اور کہے گا بیٹی جو چاہتی ہے مانگ! جو تو کہے گی میں تجھے پیش کر دوں گا۔ جب وہ ایسا کہے گا تو کہنا کہ میں تو صرف یحییٰ کے سر کا مطالبہ کرتی ہوں۔ اس زمانہ میں بادشاہ اگر کسی سے بھرے مجمع کے سامنے کسی سے کوئی بات کرتا تھا اور پھر اسے پورا نہیں کرتا تھا تو اس سے بادشاہی چھین لی جاتی تھی۔ بچی نے ماں کے پڑھائے ہوئے سبق پر عمل کیا۔ بادشاہ کو یحییٰ کے قتل سے بھی موت نظر آرہی تھی اور بادشاہی کے چھن جانے سے بھی موت نظر آرہی تھی تو اس نے اپنی بادشاہی کو اختیار کیا اور یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ وہ لڑکی اپنی ماں کے ساتھ زمین میں دھنس گئی۔ ابن جدعان نے بتایا کہ مجھے یہ حدیث ابن المسیب نے بتائی۔ انہوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کیسے قتل ہوئے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے تو زکریا علیہ السلام اسرائیلیوں سے بھاگ گئے، لوگوں نے ان کا پیچھا کیا تو آپ ایک تنے دار درخت کے پاس آئے۔ اس درخت نے اسے بلایا پھر وہ ان کے اوپر لپٹ گیا۔ کپڑے کا پلو باہر رہ گیا جس کو ہوا حرکت دے رہی تھی، وہ لوگ درخت کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کی کوئی علامت نہ دیکھی، انہوں نے اس کپڑے کے پلو کو دیکھ لیا۔ انہوں نے آری منگوائی اور درخت کو کاٹ دیا اور انہوں نے اس درخت کے اندر ہی آپ کو بھی کاٹ دیا۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ عورت جس نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کیا تھا وہ بادشاہت کی اپنے آباء سے وارث ہوئی تھی، اس کے پاس یحییٰ علیہ السلام کا سر لایا گیا تو وہ اپنے شاہی تخت پر بیٹھی تھی، آپ کے سر سے آواز آئی اے زمین! اس عورت کو نگل جا پس زمین اس عورت کو اس کے شاہی تخت سمیت نگل گئی۔ (3)

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے اپنے بھائی کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے یحییٰ بن زکریا سے فتویٰ طلب کیا؟ حضرت یحییٰ نے فرمایا یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ اس عورت نے حضرت یحییٰ کے قتل کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی طرف اپنے سپاہی بھیجے۔ آپ اپنی عبادت گاہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ ان سپاہیوں نے آپ کو قتل کر دیا پھر انہوں نے آپ کا سر تن سے جدا کیا اور اسے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 203، دار الفکر بیروت　2۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 206　3۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 208

بادشاہ کے پاس لے آئے، سر کہہ رہا تھا جو تو چاہتا ہے وہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن شوذب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس شخص سے کہا تھا جو آپ کا سر قلم کرنے آیا تھا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نبی ہوں۔ اس نے کہا مجھے علم ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے۔(2)

امام حاکم اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلہ میں ستر ہزار کو قتل کیا تھا اور آپ کی بیٹی کے بیٹے کے بدلہ میں ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ چٹان جو بیت المقدس میں ہے اس پر ستر انبیاء شہید کیے گئے تھے۔ ان میں یحییٰ بن زکریا بھی تھے۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قرۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آسمان حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی پر نہیں رویا اور اس کی سرخی اس کا رونا ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت خالد بن ثابت الربعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بنی اسرائیل کے فاجروں نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے انبیاء میں سے کسی کی طرف وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو کہو کہ تم کب تک میرے احکام کی نافرمانی کی جرأت کرتے رہو گے اور کب تک میرے رسولوں کو قتل کرتے رہو گے۔ کب سے میں نے تجھے اپنی رحمت کے پردوں میں چھپائے رکھا جس طرح مرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپائے رکھتی ہے لیکن تم نے مجھ پر جرأت کی مجھ سے ڈرو! میں نے تم سے ہر اس خون کا مؤاخذہ نہیں کیا جو آدم علیہ السلام کے بیٹوں اور یحییٰ بن زکریا کے درمیان ہوئے۔ مجھ سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تم سے اپنی توجہ ہٹا لوں۔ اگر میں نے اپنی توجہ ہٹا لی تو قیامت تک پھر تمہاری طرف نظر کرم نہیں کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا تو ان لوگوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا میری طرف اللہ کے نبی کی قمیص بھیجو تا کہ میں اسے سونگھ لوں، اس نے بھیجی تو اس قمیص کا تانا بانا کھجور کے پتوں کا تھا۔(6)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے ایک بادشاہ اپنی رعیت پر ظلم وستم کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا انہوں نے کہا اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اگر ہم ان کے پاس جا کر مشورہ کریں (تو بہتر ہوگا)۔ وہ آپ کے مکان پر آئے۔ وہاں ایک خوب صورت نفیس لڑکی موجود تھی جس نے گھر کے درو دیوار کو اپنے حسن کی جھلک سے روشن کر رکھا تھا۔ لوگوں نے اس عورت

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 215، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 211
3۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 216
4۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 217
5۔ ایضاً
6۔ کتاب الزہد، صفحہ 97، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہ میں زکریا کی بیوی ہوں۔ لوگوں نے آپس میں تبصرہ کیا کہ ہم تو سوچتے تھے کہ اللہ کا نبی دنیا کا ارادہ نہیں فرماتا۔ ان کے پاس تو ایک ایسی عورت ہے جو انتہائی خوبصورت ہے۔ پھر انہوں نے آپ کو ایک قوم کے پاس کام کرتے ہوئے دیکھا۔ حتیٰ کہ آپ کے پاس صبح کا کھانا لایا گیا، دو روٹیاں پیش کی گئیں، تو آپ دونوں کھا گئے اور ان کے لیے کچھ نہ چھوڑا پھر آپ اٹھے اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنی خفین، کمبل اور چادر اپنی گردن میں لٹکالی۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تم کیسے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ایک مسئلہ کے حل کے لیے آئے تھے لیکن آپ کے حالات ہم پر غالب آ گئے۔ اس لیے ہم آپ پر مسئلہ پیش نہیں کرتے، حضرت زکریا نے فرمایا بولو! (کیا چاہتے ہو تمہیں کون سی ایسی چیز نظر آئی ہے کہ تم مجھ سے دور ہو رہے ہو) انہوں نے کہا ہم آپ کے مکان پر آئے تو ایک خوب صورت نفیس عورت دیکھی! جب کہ ہمارا گمان تھا کہ اللہ کا نبی دنیا کی خواہش نہیں رکھتا، حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے خوب صورت نفیس عورت سے شادی کی ہے تا کہ اس کی وجہ سے کسی غیر محرم پر نظر نہ ڈالوں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کروں، پس اللہ کے نبی ان کے اعتراض سے بری ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہا ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کو دو روٹیاں پیش کی گئیں، آپ نے وہ دونوں کھالیں اور ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا؟ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا میں ایک قوم کا مزدور ہوں، مجھے اندیشہ ہوا کہ میں نے اگر روٹی نہ کھائی تو میں کام سے کمزور پڑ جاؤں گا اور اگر آپ میرے ساتھ کھاتے تو نہ میں سیر ہوتا اور نہ تم سیر ہوتے، پس اللہ کے نبی ان کے اس اعتراض سے بھی بری ہو گئے، لوگوں نے کہا ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی خفین اور اپنا کمبل اور چادر اپنی گردن پر رکھے۔ حضرت زکریا نے فرمایا یہ زمین نئی تھی (یعنی اس پر مٹی تازہ ڈالی گئی تھی) میں نے اس کی مٹی کو ان چیزوں کے ذریعے منتقل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اللہ کے نبی اس اعتراض سے بھی بری ہو گئے، لوگوں نے عرض کی جناب ہمارا بادشاہ ہم پر ظلم وستم روا رکھتا ہے، ہم نے اس کے قتل کا مشورہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! ایسا نہ کرو ایک پہاڑ کو اپنی جگہ سے زائل کرنا آسان ہے بنسبت اس کے کہ ایک پرانے بادشاہ کو معزول کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ﴿۱۶﴾
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ
اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ
عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾

فَحَمَلَتۡهُ فَانۡتَبَذَتۡ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الۡمَخَاضُ اِلٰى جِذۡعِ النَّخۡلَةِ‌ ۚ قَالَتۡ يٰلَيۡتَنِىۡ مِتُّ قَبۡلَ هٰذَا وَكُنۡتُ نَسۡيًا مَّنۡسِيًّا ۝ فَنَادٰٮهَا مِنۡ تَحۡتِهَاۤ اَلَّا تَحۡزَنِىۡ قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيًّا ۝

"اور (اے حبیب!) بیان کیجئے کتاب میں مریم (کا حال) جب وہ الگ ہوگئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا۔ پس بنالیا اس نے لوگوں کی طرف سے ایک پردہ۔ پھر ہم نے بھیجا اس کی طرف اپنے جبرئیل کو پس وہ ظاہر ہوا اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں۔ مریم بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے۔ جبرئیل نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں عطا کروں تجھے ایک پاکیزہ فرزند۔ مریم (حیرت سے) بولیں (اے بندۂ خدا) کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدچلن ہوں۔ جبرئیل نے کہا یہ درست ہے (لیکن) تیرے رب نے فرمایا یوں بچہ دینا میرے لیے معمولی بات ہے اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم بنائیں اسے اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کے لیے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پس وہ حاملہ ہوگئیں اس (بچہ) سے پھر وہ چلی گئیں اسے (شکم میں) لیے کسی دور جگہ۔ پس لے آیا انہیں دردزہ ایک کھجور کے تنے کے پاس (بصد حسرت و یاس) کہنے لگیں کاش! میں مرگئی ہوتی اس سے پہلے اور بالکل فراموش کردی گئی ہوتی۔ پس پکارا اسے ایک فرشتہ نے اس کے نیچے سے (اے مریم!) غم زدہ نہ ہو، جاری کردی ہے تیرے رب نے تیرے نیچے ایک ندی"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنۡتَبَذَتۡ کا معنی اِنۡفَرَدَتۡ (علیحدہ ہوگئی) روایت کیا ہے مَكَانًا شَرۡقِيًّا یعنی مشرق کی طرف دور علیحدہ جگہ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ ایسی جگہ آپ چلی گئی تھیں کہ سورج کی دھوپ پڑ رہی تھی تاکہ لوگوں میں سے کوئی اسے نہ دیکھے۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نصاریٰ نے مشرق کو اس لیے قبلہ بنایا کیونکہ حضرت مریم اپنے گھر والوں سے دور مشرقی مکان میں چلی گئی تھیں۔ پس انہوں نے حضرت عیسیٰ کے میلاد کو قبلہ بنایا۔ (2)

یہود نے پیشانی کی ایک طرف پر سجدہ کیا جب ان کے اوپر پہاڑ بلند کیا گیا تو خوف کی وجہ سے اس پہاڑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں ان کے اوپر گر نہ جائے۔ پس انہوں نے سجدہ کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوگیا۔ اس لیے انہوں نے اس طرح سجدہ کرنا سنت بنالیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 355 (1753)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 71، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل کتاب پر نماز اور حج بیت اللہ فرض کیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا کی وجہ سے مشرق کی جانب پھر گئے۔ پس انہوں نے سورج کے طلوع ہونے کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر دی۔

امام ابن عساکر نے داؤد بن ہند عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت مریم علیہا السلام بالغ ہوئیں تو وہ علیحدہ اپنے کمرے میں تھیں۔ اچانک ان کے پاس بغیر اجازت کے ایک شخص آ گیا۔ آپ ڈر گئیں کہ شاید یہ کسی دھوکہ کے لیے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ الخ۔ حضرت جبرئیل نے کہا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ الخ۔ حضرت مریم نے کہا اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ الخ۔ جبرئیل نے کہا كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ الخ۔ حضرت جبرئیل بار بار یہ کہتے رہے اور آپ یہ کہتی رہیں اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ۔ جبرئیل نے انہیں بے دھیان کر کے ان کی قمیص کے گریبان میں پھونک مار دی اور حضرت مریم کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے، آپ کو حمل ٹھہر گیا تو آپ نے سوچا اگر میں مغرب کی طرف جاؤں تو لوگ مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں لیکن میں مشرق کی طرف نکلوں گی جہاں مجھے کوئی نہیں دیکھے گا۔ پس مشرق کی طرف نکلیں، آپ جب جا رہی تھیں تو آپ کو درد زہ شروع ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کیا کوئی چیز ہے جس کی اوٹ میں چلی جاؤں۔ تو آپ کو کھجور کا ایک تنا نظر آیا۔ آپ نے کہا میں اس تنے کی اوٹ میں لوگوں سے چھپ جاتی ہوں۔ اس تنے کے نیچے نہر جاری تھی، آپ کھجور کے درخت کے ساتھ چمٹ گئیں۔ جب آپ نے بچہ جنم دیا تو ہر چیز جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ زمین کے مشرق و مغرب میں عبادت کی جاتی تھی وہ آپ کی وجہ سے سجدہ میں گر گئی، ابلیس گھبرا گیا۔ وہ نکلا اوپر گیا۔ کوئی عجیب امر اسے نظر نہ آیا۔ وہ مشرق کی طرف گیا ادھر بھی اسے کوئی انوکھا معاملہ نظر نہ آیا۔ وہ اضطراب میں مغرب کی طرف آیا تا کہ حالات کا جائزہ لے تو ادھر بھی اسے کوئی عجب معاملہ نظر نہ آیا۔ وہ ادھر ادھر بھاگ رہا تھا کہ وہ کھجور کے درخت سے گزرا۔ وہاں ایک عورت تھی جس کے ساتھ بچہ تھا جسے اس نے جنم دیا تھا۔ جب کہ ملائکہ نے اس عورت اور اس کے بچے کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ابلیس نے کہا یہاں کوئی حادثہ ہوا ہے۔ وہ ان کی طرف گیا اور پوچھا یہ کیا ہوا ہے؟ فرشتوں نے کہا ایک نبی بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے۔ ابلیس نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کے ذریعے اکثر لوگوں کو گمراہ کروں گا۔ پس انہوں نے یہود کو گمراہ کیا تو انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر دیا اور نصاریٰ کو اسطرح گمراہ کیا کہ انہوں نے اسے خدا کا بیٹا کہا۔ ابن عباس فرماتے ہیں: ایک فرشتے نے حضرت مریم کو نیچے سے آواز دی قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۔ ابلیس نے کہا اس بچے کے علاوہ جو عورت بچہ جنم دیتی ہے اس کا مجھے علم ہوتا ہے اور میری ہتھیلی پر ہی جنم دیتی ہے۔ مجھے اس کا علم نہ ہوا جب یہ حاملہ ہوئی اور مجھے اس کا علم نہ ہوا جب اس نے بچہ جنم دیا۔ (1)

امام حاکم (انہوں نے اس کے صحیح کہا ہے)، بیہقی (نے الاسماء والصفات میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سدی عن ابی مالک عن ابن عباس وعن مرۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم علیہا السلام عبادت گاہ کی طرف نکلیں اس حیض کی وجہ سے جو آپ کو لاحق ہوا تھا پھر جب حیض سے پاک ہوئیں تو اپنے ساتھ ایک مرد

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 83، دار الفکر بیروت

دیکھا۔ وہ حقیقت میں فرشتہ تھا جو انسانی شکل میں آیا تھا۔ آپ گھبرا گئیں اور کہا اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا آپ نکلیں تو آپ پر بڑی چادر تھی، جبرئیل نے آپ کی آستین کو پکڑا اور آپ کی قمیص کے گریبان میں پھونک ماردی۔ وہ آگے سے پھٹی ہوئی تھی پس وہ پھونک آپ کے سینہ تک پہنچ گئی، حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہوگئیں، آپ کے پاس ایک رات آپ کی بہن زکریا علیہ السلام کی بیوی زیارت کے لیے آئی، جب اس کے لیے دروازہ کھولا تو انہیں چمٹ گئیں اور زکریا کی بیوی نے کہا اے مریم! میرا شعور کہتا ہے کہ میں حاملہ ہوگئیں ہوں۔ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا میرا بھی شعور کہتا ہے کہ میں بھی حاملہ ہو گئیں ہوں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی نے کہا میں محسوس کرتی ہوں کہ جو میرے بطن میں ہے وہ اسے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے بطن میں ہے مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (آل عمران: 39) سے یہی مراد ہے۔ حضرت زکریا کی بیوی نے حضرت یحییٰ کو جنم دیا۔ جب حضرت مریم کے بچہ پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو آپ عبادت گاہ کی طرف چلی گئیں۔ آپ کو دردزہ کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ آپ نے کہا کاش! میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی۔ جبرئیل نے آپ کو نیچے سے آواز دی کہ تم گھبراؤ نہیں۔ جب آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تو شیطان بنی اسرائیل کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ مریم نے بچہ جنم دیا ہے۔ جب انہوں نے آپ سے کلام کرنا چاہا تو آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ...... الآیات (مریم: 30) جس روز آپ پیدا ہوئے ہر بت آپ کی وجہ سے زمین پر جھک گیا۔ (1)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے ان آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ یعنی یہود، نصاریٰ اور مشرکین عرب کے سامنے حضرت مریم کا واقعہ بیان کرو۔ اِذِ انْتَبَذَتْ جب وہ نکل گئیں مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا آپ بیت المقدس سے نکلی تھیں جو مشرقی جانب تھی فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت بخشنے اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپ نے حیض سے غسل کیا اور دھوپ لینے کے لیے بیٹھ گئیں۔ اپنے درمیان اور اپنی قوم کے درمیان ایک پہاڑ کر دیا وہ پہاڑ آپ کی نشست گاہ اور بیت المقدس کے درمیان تھا۔ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا پس ہم نے اس کی طرف جبرئیل کو بھیجا۔ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا وہ انسانوں کی صورت میں تھا۔ سَوِيًّا یعنی معتدل، نوجوان، سفید چہرہ، گھنگھریالے بال، ابھی ابھی مسیں ابھر رہی تھیں۔ جب حضرت مریم نے آپ کو اپنے سامنے دیکھا تو کہا اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۔ آپ کو بیت المقدس کے خادم یوسف من بنی اسرائیل کا شبہ ہوا جو آپ کی دیکھ بھال کرتا تھا اور آپ کے ساتھ چلتا تھا۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہ شیطان نے اس کو پھسلا دیا ہو۔ اسی وجہ سے آپ نے کہا اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ...... الآیہ۔ یعنی اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ جبرئیل نے مسکراتے ہوئے کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا میں تو اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں اس لیے آیا ہوں تاکہ تجھے بغیر باپ کے ایک اللہ تعالیٰ کا اطاعت شعار بیٹا دوں۔ حضرت مریم نے کہا: میرا بیٹا کیسے ہوگا جب خاوند نے مجھے چھوا ہی نہیں اور نہ میں بدکارہ ہوں۔ جبرئیل نے کہا اسی

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 87-86، دارالفکر بیروت

طرح تمہارے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے یعنی بغیر باپ کے تخلیق کرنا میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اس بچے کو لوگوں کے لیے عبرت بنا دوں یہاں الناس سے خاص مومنین مراد ہیں۔ آپ ان لوگوں کے لیے رحمت تھے جنہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ آپ الله کے رسول ہیں اور اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ بچہ بغیر باپ کے پیدا کیا جائے گا، جبرئیل آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے گریبان میں پھونک ماردی۔ وہ پھونک آپ کے پیٹ میں داخل ہوگئی اور آپ اسی طرح حاملہ ہوگئیں جیسے دوسری عورتیں رحم اور بچے دانی میں حاملہ ہوتی ہیں۔ آپ نے دوسری عورتوں کی طرح بچہ جنم دیا۔ آپ کو پیاس محسوس ہوئی تو الله تعالیٰ نے اردن سے ایک نہر جاری کر دی۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا کا یہی مطلب ہے۔ السری نہر کو کہتے ہیں (رُطَبًا جَنِيًّا) وہ کھجور کا تنا اسی وقت پھل دار ہوگیا، جبرئیل نے آپ کو نیچے سے آواز دی وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (مریم:25) کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، اس تنے پر کوئی پتے وغیرہ نہ تھے اور مدت دراز سے خشک ہو چکا تھا۔ الله تعالیٰ نے اسے حضرت مریم کے لیے ہرا کر دیا اور پھل دار بنا دیا فرمایا تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ (مریم) تو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ (مریم:26) پس تم تر کھجور کھاؤ اور نہر سے پانی پیو وَقَرِّيْ عَيْنًا (مریم:26) اور اپنے فرزند دلبند کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو، حضرت مریم نے کہا میں کیا جواب دوں جب لوگ پوچھیں گے کہ یہ کہاں سے لائی ہو؟ جبرئیل نے کہا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا (مریم:26) پھر اگر تم دیکھو کسی آدمی کو میں تمہاری اس معاملہ میں مدد کروں گا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مریم:26) یعنی تم اشارہ سے اسے کہو کہ میں نے رحمٰن کے لیے عیسیٰ کے بارے خاموشی کے روزہ کی نذر مانی ہے فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ (مریم) پس میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی حتیٰ کہ وہ خود ہی میرے اور اپنے بارے بتائے گا۔ راوی فرماتے ہیں: لوگوں نے حضرت مریم کو عبادگاہ سے مفقود پایا تو انہوں نے یوسف سے پوچھا جو بیت المقدس کا خادم تھا۔ اس نے کہا مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ اس کی عبادت گاہ کی چابی زکریا علیہ السلام کے پاس تھی۔ لوگوں نے حضرت زکریا کو تلاش کیا، دروازہ کھولا، آپ وہاں موجود نہیں تھیں۔ لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام پر تہمت لگائی، انہیں پکڑ کر (زدوکوب کیا) اور برا بھلا کہا۔ ایک شخص نے کہا میں نے مریم کو فلاں جگہ دیکھا ہے۔ وہ مریم کی تلاش میں نکلے تو انہوں نے اس کھجور کے تنے پر کوے کی آواز سنی جس کے نیچے حضرت مریم موجود تھی۔ وہ اس تنے کی طرف گئے فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ (مریم:27) اس ارشاد سے یہی مراد ہے۔ ابن عباس نے فرمایا: جب مریم نے دیکھا کہ ان کی قوم آگئی ہے تو آپ نے بچے کو اٹھایا اور ان کے سامنے لے آئیں۔ آپ کو شک اور تہمت کا کوئی خوف نہ تھا، جب انہوں نے مریم کو اس کیفیت میں دیکھا تو اس کے باپ نے اپنی قمیض پھاڑ دی اور اپنے سر پر مٹی ڈالنی شروع کر دی، آپ کے بھائیوں اور آل زکریا نے کہا اے مریم! تو نے بہت بڑا جرم کیا ہے، اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدچلن تھی، تو نے یہ کیسے کرلیا نیک بھائی، نیک باپ اور نیک والدہ کے ہوتے ہوئے۔ آپ نے بچے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اگر تم بات کرنا چاہتے ہو یہ بچہ تمہیں حقیقت سے آگاہ کرے گا۔ میں نے رحمٰن کے لیے خاموشی کے روزہ کی نذر مانی ہے، میں اس کے معاملہ میں بات نہیں کروں گی۔ میرے معاملہ کو بھی یہی اپنی عبارت سے تعبیر

کرے گا پس وہ تمہارے لیے عبرت و آیت ہوگا۔ لوگ کہنے لگے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں (کم سن) بچہ ہے جو ابھی چیتھڑوں میں لپٹا ہے اور بول نہیں سکتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے کی توفیق بخشی تو آپ نے اپنی والدہ کی پاک دامنی اور عفت وشہادت دی اور لوگوں کے لیے یہ بات باعث عبرت تھی۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ جب یحییٰ پیدا ہوئے تھے تو اس وقت آپ تین سال کے تھے اور جس نے آپ کی سب سے پہلے تصدیق کی تھی اس نے کہا تھا (اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ) اللہ تعالیٰ کے قول مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (آل عمران:39) کی تصدیق کے لیے یہ کہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اس نے مجھے (تمہاری طرف) نبی بنا کر بھیجا ہے اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ ابن عباس فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ برکت جو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بنائی تھی وہ یہ تھی کہ آپ معلم (خیر) تھے اور ادب سکھانے والے تھے جہاں بھی ہوں اور اس نے مجھے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور مجھے خدمت گزار بنایا ہے اپنی والدہ کا میں نے اس کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔ ابن عباس فرماتے ہیں: جب آپ نے کہا کہ مجھے اللہ نے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے تو حضرت زکریا نے کہا: اللہ اکبر اور عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا دیا۔ پس لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ بغیر باپ پیدا کیا گیا ہے اور اس نے مجھے جابر اور بدبخت نہیں بنایا۔ ''اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یہ ہے عیسیٰ بن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں'' یعنی یہود آپ کی بات پر شک کرتے ہیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش رہے حتیٰ کہ بولنے والوں کی عمر کو پہنچ گئے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم نے کہا جب میں خلوت میں ہوتی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام میرے پیٹ میں تھے تو وہ مجھ سے کلام کرتے تھے اور جب میں لوگوں کے ساتھ ہوتی تھی اور آپ میرے پیٹ میں اللہ کی تسبیح وتکبیر بیان کرتے تھے اور میں سنتی تھی۔(1)

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جونہی آپ حاملہ ہوئیں اسی وقت جنم دیا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت مریم سات گھڑیوں یا نو گھڑیوں کے لیے حاملہ ہوئیں تھیں پھر اسی دن بچہ جنم دیا تھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت مریم علیہا السلام نے آٹھ ماہ میں بچہ جنم دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جو بچہ آٹھ ماہ میں پیدا ہوتا ہے وہ مر جاتا ہے تاکہ حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی وجہ سے کوئی ایسی ویسی بات نہ کہی جائے۔(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 339، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ	2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 357 (1759)، بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 92، دار الفکر بیروت

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید العمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یوم عاشورہ کو پیدا ہوئے۔(1)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت نوف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مریم الگ تھلگ رہنے والی لڑکی تھی۔ حضرت زکریا جو آپ کی بہن کے خاوند تھے وہ آپ کی کفالت کرتے تھے۔ آپ ان کے ساتھ رہتی تھیں۔ حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس آتے اور سلام کرتے۔ حضرت مریم حضرت زکریا کے سامنے موسم گرما میں سردیوں کے پھل رکھتیں اور موسم سرما میں گرمیوں کے پھل رکھتیں، ایک دفعہ حضرت زکریا ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے پھل پیش کیے۔ حضرت زکریا نے کہا اے مریم! انی لك هذا قالت مومن عند الله ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب (آل عمران:42) (اے مریم! کہاں سے تمہارے لیے آتا ہے یہ (رزق)۔ مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب...... الخ۔ حضرت زکریا عبادت گاہ سے اپنی قوم کے پاس تشریف لائے اور ان کے لیے لکھا کہ تم صبح اور عصر کی نماز ادا کرو۔ اسی اثناء میں حضرت مریم اپنے گھر میں بیٹھی تھیں کہ اچانک آپ کے سامنے ایک آدمی کھڑا تھا جس نے پردوں کو پھاڑ دیا تھا۔ جب حضرت مریم نے اسے دیکھا تو کہا اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا۔ جب حضرت مریم نے رحمٰن کا ذکر کیا تو جبرئیل ڈر گئے اور کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖۗ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ پس جبرئیل نے آپ کے گریبان میں پھونک دیا۔ آپ حاملہ ہوگئیں حتیٰ کہ جب آپ کا پیٹ بھاری ہوگیا تو آپ کو اسی طرح درد محسوس ہوئی جیسی دوسری عورتوں کو ہوتی ہے اور بیت میں تھیں، آپ کو حیا آئی اور حیا کی وجہ سے اپنی قوم کو چھوڑ کر بھاگ گئیں، آپ مشرق کی طرف گئی تھیں، آپ کی قوم نے آپ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ وہ لوگوں سے پوچھتے کیا تم نے ایسی ایسی لڑکی دیکھی ہے؟ لیکن کوئی بھی انہیں بتا تا نہیں تھا۔ آپ کو درد زہ کھجور کے تنے کے پاس لے آیا۔ آپ نے کھجور کے تنے سے ٹیک لگائی اور کہا یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ جبرئیل آپ کے نیچے سے ندا دی اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ۝ وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ۝ جب جبرئیل نے یہ کہا تو آپ کا حوصلہ مضبوط ہوگیا اور آپ خوش ہوگئیں، آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی ناف کاٹی اور کپڑے میں لپیٹ دیا اور اسے اٹھالیا۔ آپ کی قوم جو آپ کی تلاش میں تھی، گائیوں کے چرواہے سے ملی، انہوں نے پوچھا اے چرواہا! کیا تو نے ایسی ایسی لڑکی دیکھی ہے۔ اس نے کہا نہیں لیکن گزشتہ رات میں نے اپنی گائیوں میں ایک عجیب کیفیت دیکھی ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ تمام گائیوں نے اس وادی کی طرف سجدہ کرتے ہوئے رات گزار دی ہے۔ لوگ اس طرف گئے جہاں کی نشاندہی چرواہے نے کی تھی۔ جب مریم نے لوگوں کو دیکھا تو آپ بیٹھ کر عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں۔ لوگ آئے اور آپ کے پاس کھڑے ہوگئے اور کہا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ۝ تو حضرت مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے بات کرو لوگوں نے کہا ہم بچے سے کیسے بات کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کا دودھ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 648 (4155)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پی رہے تھے تو آپ نے دودھ چھوڑ دیا اور اپنی بائیں طرف سہارا لے کر کہا قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ﵴ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۪ۖ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (مریم)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ نصاریٰ اپنی مذابح پر پردے ڈالنا کیوں پسند کرتے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا اس ارشاد کی وجہ سے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا۔

امام عبد اللہ بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آپ کے گریبان میں پھونک ماری تو وہ آپ کے اندر داخل ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رُوْحَنَا سے مراد جبرئیل ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل نے آپ کی قمیص میں پھونک ماری تو وہاں تک پہنچ گئی جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل امین انسانی شکل میں آپ کے پاس آئے اور پردہ اٹھایا۔ حضرت مریم نے آپ کو دیکھ کر پناہ مانگی۔ پھر حضرت جبرئیل نے ان کی قمیص کے گریبان میں پھونک ماری تو وہ پہنچ گئی۔ جب یہ بات شہر میں پھیل گئی تو حضرت زکریا سے لوگوں سے بائیکاٹ کر دیا اور آپ کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ اس سے پہلے لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے۔ یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ آپ کسی شخص کو سلام دیتے تو وہ اس کا جواب بھی نہیں دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت عیسیٰ کی روح انسانی صورت میں ظاہر ہوئی۔ پس آپ اس سے حاملہ ہوئیں۔ فرماتے ہیں آپ اس سے حاملہ ہوئیں جس نے آپ سے کلام کیا تھا وہ حضرت مریم کے منہ میں داخل ہوا تھا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا کہ حضرت مریم نے جان لیا تھا کہ تقویٰ ہی انسان کو برائی سے بچانے والا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم نے اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ ...... الآیہ یہ اس لیے کہا کیونکہ آپ کو اندیشہ ہوا کہ آنے والا شاید آپ کی ذات کے ارادہ سے آیا ہے، تو فرشتے نے کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ...... الآیہ۔ علماء فرماتے ہیں جبرئیل نے آپ کی قمیص کے گریبان اور آستین میں پھونک ماری تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لِاَهَبَ واحد متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور عبد اللہ کی قرات میں لیہب (یعنی واحد مذکر غائب کا صیغہ) ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے زَكِیًّا کا معنی صَالِحًا روایت کیا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 405 (3412)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے **بَغِيًّا** کا معنی زانیہ روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **قَصِيًّا** کا معنی نائیا (دور) روایت کیا ہے۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **قَصِيًّا** کا معنی قاصیا (دور) روایت کیا ہے اور **فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ** کا معنی (دردزہ نے اسے مجبور کر دیا) روایت کیا ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ **فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ** کا کیا مطلب ہے تو ابن عباس نے فرمایا **اَلْجَاَهَا** (یعنی دردزہ نے اسے مجبور کیا) نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے حسان بن ثابت کا یہ شعر نہیں سنا:

اِذَا شَدَدْنَا شِدَّةً صَادِقَةً فَاجَاءَنَا كُمْ اِلٰى سَفْحِ الْجَبَلِ

''جب ہم نے سچی سختی کی تو ہم نے تمہیں پہاڑ کے دامن کی طرف مجبور کر دیا''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **فَاَجَآءَهَا** کا مطلب اِضْطَرَّهَا (مجبور کرنا) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے **فَاَجَآءَهَا** کا مطلب فَاَدَّاهَا (پہنچا دیا) روایت کیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جس کھجور کے تنے کے پاس حضرت مریم گئی تھیں وہ خشک تھا۔

امام عبد بن حمید نے ہلال بن خباب عن ابی عبید کے طریق سے بیان کیا ہے کہ وہ خشک تنا تھا وہ اس لیے لایا گیا تھا تا کہ اس کے ساتھ کمرہ بنایا جائے۔ ایسے کمرے کو بیت لحم کہتے ہیں۔ حضرت مریم نے اسے حرکت دی تو وہ ہرا کھجور کا درخت بن گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو قدامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم کے لیے کھجور نے پھل اگا دیئے اور وہ اس طرح آپ کے ساتھ چمٹی رہی جس طرح ولادت کے وقت ایک عورت دوسری عورت سے چمٹی رہتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا** کے تحت روایت کیا ہے کہ میں پیدا ہی نہ کی گئی ہوتی اور میں کچھ بھی نہ ہوتی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ میں حیض کا پھینک دیا گیا چیتھڑا ہوتی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے آپ فرماتے ہیں: غیر معروف ہوتی، معلوم نہ ہوتا کہ میں کون ہوں۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا** یعنی میں گری ہوئی پھینکی ہوئی چیز ہوتی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 79

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 357 (1755)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابوعبید بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَخَاطَبَهَا مِنْ تَحْتِهَا پڑھا ہے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل نے آپ کو ندا دی، عیسیٰ علیہ السلام نے بات نہ کی حتی کہ آپ اسے اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے ندا دی وہ جبرئیل تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت براء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرشتہ تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک اور عمرو بن میمون رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جبرئیل تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جبرئیل نے وادی کی نچلی طرف ندا دی۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ندا دی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ندا دی۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے حضرت مریم سے خطاب کیا تھا وہ وہ تھا جسے آپ پیٹ میں اٹھائے ہوئے تھیں اور آپ کے منہ میں داخل ہوا تھا۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر نے حضرت زر بن حبیش سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ پڑھا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے نے کھجور کے نیچے سے ندا دی تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مِنْ تَحْتِهَآ پڑھا ہے اس کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام تھے اور جس نے من تحتھا پڑھا ہے ان کے نزدیک آواز دینے والے جبرئیل تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عاصم بن ابی النجود نے مِنْ تَحْتِهَآ یعنی نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں: عاصم نے فرمایا جس نے نصب کے ساتھ پڑھا اس کے نزدیک آواز دینے والے عیسیٰ ہیں اور جنہوں نے جر کے ساتھ پڑھا ان کے نزدیک آواز دینے والے جبرئیل تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن سے سَرِيًّا کا مطلب نَبِيًّا بیان کیا ہے اور مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت جریر بن حازم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن عباد بن جعفر نے پوچھا کہ تمہارے ساتھی قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا کا کیا مطلب بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا: میں نے قتادہ سے سنا ہے کہ انہوں نے سَرِيًّا کا مطلب جدول (نہر) بیان کیا ہے۔ فرمایا قتادہ نے میری طرف سے بیان کیا ہے کہ قرآن ہماری لغت کے مطابق نازل ہوا ہے اور اس سے مراد الرجل السری یعنی سردار آدمی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا اس سے مراد ان کی اپنی ذات ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ جو السری کا معنی البحر کرتے ہیں درست نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو الی جنبھا ہوتا (یعنی پہلو میں ہوتی) نہر نیچے نہیں ہوتی۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 356 (1756)، دارالکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن النجار رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ السری وہ ہے جس نے مریم کو کہا تھا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا یعنی نہر۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پانی پینے کے لیے نہر نکالی تھی۔(1)

امام طبرانی نے الصغیر میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے السری کا معنی نہر بیان فرمایا۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سَرِيًّا سے مراد جدول (چھوٹی نہر) ہے۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: سَرِيًّا سے مراد عیسیٰ کی نہر ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن محصن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے سَرِيًّا کا مطلب الجدول (چھوٹی نہر) بیان کیا اور فرمایا: کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

سَلِّمْ تَرَ الدَّالِيَ مِنْهُ ازورا　　　إِذَا يَعِجّ فِي السَّرِيّ هَرْهَرَا

''تسلیم کر اس سے پانی نکالنے والے کا سینہ تجھے ٹیڑھا نظر آئے گا جب نہر میں تیز پانی آواز دیتا ہے''۔

امام ابن الانباری نے الوقف میں اور الطستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ السری کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا چھوٹی نہر۔ نافع نے کہا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

سَهْلَ الْخَلِيقَةِ مَا جِدُذُو نَائِلٍ　　　مِثْلُ السَّرِيِّ تَمُدُّهُ الْأَنْهَارُ

''خلیفہ، نرم خو، خوبیوں والا اور نوازشات کرنے والا ہے، چھوٹی نہر کی مثل دوسری نہریں اسے لمبا کرتی ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السری کا معنی چھوٹی نہر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون اور ابراہیم النخعی رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الحسن رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی اور ان کے پہلو میں حمید بن عبد الرحمٰن الحمیری بیٹھے تھے۔ اگر وہ سردار تھا تو کریم بھی تھا۔ حمید نے کہا اے ابو سعید! اس سے مراد چھوٹی نہر ہے۔ حضرت الحسن نے فرمایا تمہاری مجالس ہمیں اچھی لگتی ہیں لیکن ہماری بنسبت تم پر امراء کا غلبہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السری سے مراد پانی ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَرِيًّا سریانی زبان میں نہر کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قبطی زبان میں سَرِيًّا نہر کو کہتے ہیں۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 346 (13303)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　　2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 357 (1758)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن حسین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ یہ آیت تلاوت فرمائی تو فرمایا اللہ کی قسم! سَرِیًّا سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ خالد بن صفوان نے کہا اے ابوسعید! عرب چھوٹی نہر کو السری کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا تو نے سچ کہا۔

وَهُزِّيٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾

''اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هُزِّيٓ کا معنی ''تو حرکت دے'' ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے المصاحف میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ عجوہ کھجور تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے البراء سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یساقط یعنی یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یساقط یعنی یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس صورت میں اس کا فاعل الجذع ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تُسْقِطْ تا کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تاء کے ساتھ اور سین کی شد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں طلحہ الایامی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سین کی شد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابونہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تاء کے ساتھ تُسْقِطْ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَنِيًّا کا معنی تر و تازہ کیا ہے۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رُطَبًا جَنِيًّا کا معنی غبار والی کھجور کیا ہے۔

امام ابن الانباری اور الخطیب رحمہما اللہ نے حضرت ابی حباب رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام اس کھجور کے مڈھ کے پاس پہنچیں جس کا سر ہی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کا سر پیدا فرما دیا اور اس میں پکی، کچی، آدھی کچی آدھی پکی کھجوریں پیدا فرما دیں۔ جب آپ نے اس درخت کو حرکت دی تو ہر قسم کی کھجوریں نیچے گر پڑیں۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابوقدام سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم کے لیے کھجور پیدا ہوئی اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح رہی جس طرح ولادت کے وقت ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ہوتی ہے۔

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن السنی، ابونعیم (ان دونوں نے الطب النبوی میں)، العقیلی، ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی پھوپھی کھجور کا احترام کرو۔ یہ اسی مٹی سے پیدا کی گئی ہے جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تھا اور درختوں میں کوئی درخت ایسا نہیں ہے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 87، داراحیاء التراث العربی بیروت

دوسرے کو باردار کرے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو تازہ کھجوریں کھلاؤ۔ اگر یہ میسر نہ ہوں تو چھوارے کھلاؤ۔ کوئی درخت اس درخت سے معزز نہیں ہے جس کے نیچے مریم بنت عمران ٹھہری تھیں۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کھجور کس سے پیدا کی گئی ہے۔ فرمایا کھجور، انار اور انگور یہ آدم علیہ السلام کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو نفاس میں چھوارے کھلاؤ، جس عورت کا کھانا نفاس میں چھوارے ہوں گے اس کا بچہ حلیم پیدا ہوگا۔ حضرت مریم کا بھی یہی کھانا تھا۔ جب آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے کوئی بہتر کھانا ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت مریم کو وہ عطا فرماتا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نفاس والی عورتوں کے لیے کوئی بہتر کھانا جانتا جو کھجور سے بہتر ہوتا تو حضرت مریم کے لیے اس کا حکم دیتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: نفاس والی عورتوں کے لیے کھجور یا چھواروں سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَهُزِّيٓ إِلَيْكِ الخ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے نزدیک نفاس والی عورتوں کے لیے تر کھجور جیسی کوئی دوا نہیں ہے اور مریض کے لیے شہد کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

امام ابن عساکر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیصر نے حضرت عمر بن الخطاب کو لکھا کہ میرے پاس آپ کی طرف سے پیغام رساں آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تمہارے پاس ایک درخت ہے کسی خیر کے لیے پیدا نہیں کیا گیا گدھے کے کانوں کی مثل نکلتا ہے۔ پھر سفید موتیوں کی طرح پھٹ جاتا ہے پھر سبز زمرد کی طرح ہو جاتا ہے پھر سرخ یاقوت کی طرح ہو جاتا ہے پھر پک جاتا ہے عمدہ فالودہ کی طرح ہو جاتا ہے تو کھایا جاتا ہے پھر خشک ہو جاتا ہے۔ پس وہ مقیم کے لیے عصمت کا باعث ہوتا ہے اور مسافر کے لیے زادراہ ہوتا ہے اگر چہ میرے پیغام رساؤں نے سچ کہا ہے تو میرے خیال میں یہ جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ حضرت عمر نے اس کو لکھا کہ تیرے پیغام رساؤں نے تجھے سچ بتایا ہے۔ یہ درخت ہمارے علاقہ میں ہے۔ یہ وہ درخت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام پر اگایا تھا جب انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تھا۔(4)

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۙ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾

"(میٹھے میٹھے خرمے) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو اور (اپنے فرزند دلبند کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم دیکھو

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 92، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 70، صفحہ 93 4۔ ایضاً

کسی آدمی کو تو (اشارہ سے اسے) کہو کہ میں نے نذر مانی ہوئی ہے رحمٰن کے لیے (خاموشی کے) روزہ کی پس میں آج کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی"۔

امام ابن مردویہ، ابن المنذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں روزہ سے مراد خاموشی کا روزہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں روزہ سے مراد خاموشی کا روزہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: روزے سے مراد خاموشی ہے اور آپ جونہی حاملہ ہوئیں اسی وقت جنم دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص مجاہدہ کرتا تو وہ کلام کا روزہ رکھتا جس طرح کھانے کا روزہ رکھا جاتا ہے لیکن ذکر الٰہی کرتا رہتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ دو شخص آئے، ایک نے سلام کیا اور دوسرے نے سلام نہ کیا پھر دونوں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا تمہارے ساتھی کو کیا ہے کہ اس نے سلام نہیں کیا۔ اس نے کہا اس نے آج کسی سے کلام نہ کرنے کے روزہ کی نذر مانی ہے، عبد اللہ نے کہا تو نے بہت بری بات کی ہے۔ یہ تو فقط اس عورت کے لیے تھا، اس نے یہ اس لیے کہا تھا تا کہ جب ان سے پوچھ گچھ کی جائے تو اسکے لیے عذر بن جائے۔ لوگ اعتراض کرتے تھے کہ بغیر خاوند کے بچہ زنا کا ہی ہوسکتا ہے۔ پس تو بات کر، نیکی کا حکم دے برائی سے منع کر یہ تیرے لیے بہتر ہے۔

امام ابن الانباری نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب نے بھی خاموشی کا روزہ مراد لیا ہے۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿ۖۚ۲۸﴾

"اس کے بعد وہ لے آئیں بچہ کو اپنی قوم کے پاس (گود میں) اٹھائے ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے مریم! تم نے بہت ہی برا کام کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدچلن تھی"۔

امام سعید بن منصور اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: حضرت مریم علیہ السلام نفاس سے فارغ ہونے کے بعد چالیس دن گزار کر اپنی قوم کے پاس اسے لے آئیں تھیں۔(2)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 91، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 70، صفحہ 96

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے فَرِيًّا کا معنی عظیماً روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے زمانہ میں بیت القدس میں سلوان کے چشمہ کے پاس ایک چشمہ تھا، عورت پر جب بدکاری کا الزام ہوتا تو لوگ اسے اس چشمہ پر لے آتے۔ وہ اس کا پانی پیتی، اگر وہ بری ہوتی تو اسے کچھ نقصان نہ ہوتا۔ اگر اس نے واقعی بدکاری کی ہوتی تو وہ مر جاتی۔ حضرت مریم بھی جب حاملہ ہوئی تو لوگ انہیں خچر پر سوار کر کے لے آئے، اس خچر نے ٹھوکر کھائی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اس کے رحم کو بانجھ کر دے۔ پس اس وقت سے مادہ خچر بانجھ ہوگئی، جب آپ اس چشمہ پر پہنچیں اور اس کا پانی استعمال فرمایا تو اس نے آپ میں خیر کا ہی اضافہ کیا پھر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! اس چشمہ کے ساتھ کسی مومنہ عورت کو رسوا نہ فرما۔ پس وہ چشمہ ختم ہوگیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل نجران کی طرف بھیجا تو انہوں نے پوچھا بتاؤ تم کیا پڑھتے ہو یا اخت ہارون اور موسیٰ...... سے پہلے اتنا عرصہ دراز گزر چکے ہیں۔ فرماتے ہیں (میں انہیں کوئی جواب نہ دے سکا) لیکن جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں لوٹ کر آیا تو نے یہی سوال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا تو نے انہیں نہیں بتایا کہ بنی اسرائیل کا معمول تھا کہ وہ اپنے بچوں کے نام انبیائے کرام اور پہلے نیک لوگوں کے ناموں پر رکھتے تھے۔ (1)

امام الخطیب اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں جو نیکی میں معروف تھا۔ لوگ ان کے متعلق برائی کا تصور نہیں رکھتے تھے، اور لوگوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو نیکی کے ساتھ مصروف تھے اور وہ نیک بچے جنم دیتے تھے اور دوسرے فساد کے ساتھ مشہور تھے وہ فسادی بچے جنم دیتے تھے اور حضرت ہارون نیک اور معاشرہ کے محبوب فرد تھے۔ یہ ہارون، موسیٰ علیہ السلام کے بھائی نہیں ہیں۔ یہ دوسرے ہارون ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ جس دن ان کا وصال ہوا تو ان کے جنازے میں چالیس ہزار بنی اسرائیل کے افراد شامل ہوئے، تمام کے نام ہارون تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے سنا کہ یہ اسم ہے جو دوسرے اسم کے موافق تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت کعب نے فرمایا: یہ ہارون، موسیٰ کے بھائی ہارون نہیں ہیں، حضرت عائشہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ انہوں نے کہا اے ام المومنین! اگر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا ہو، آپ تو زیادہ جانتے تھے ورنہ میں تو جانتا ہوں کہ ان دونوں ہارونوں کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے پھر حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کو ہارون بن عمران کی طرف اس

1۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 5، صفحہ 295 (3155)، دار الحدیث قاہرہ

لیے منسوب کیا گیا کیونکہ آپ ان کی اولاد سے تھیں جیسے تو کہتا ہے اے انصار کے بھائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم حضرت ہارون کی اولاد سے تھیں۔ اسی وجہ سے یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ کہا گیا۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص دوسرے کو کہتا ہے یا اخا بنی لیث یا اخا بنی فلاں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہارون زانی قوم کا فرد تھا اس لیے اس کی طرف آپ کو لوگوں نے منسوب کیا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ)

امام ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن عیش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی کی قرأت میں تھا کہ لوگوں نے کہا یَا ذَا الْمَهْدِ۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝۲۹

''اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ کہنے لگے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں (کم سن) بچہ ہے''۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے بات کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت مریم نے لوگوں کو بچے سے کلام کا حکم دیا فِي الْمَهْدِ جب کہ بچہ گود میں تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مریم کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو آپ اسے اپنی قوم کے پاس اٹھا کر لے آئیں لوگوں نے آپ کو مارنے کے لیے پتھر اٹھائے تو حضرت مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا، پس بچہ بولنے لگا تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْمَهْدِ سے مراد تربیت گاہ ہے، ابراہیم نے فرمایا: اس سے مراد جھولا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صرف تین بچے پنگھوڑے میں بولے: صاحب جریج، عیسیٰ علیہ السلام اور صاحب الجشیہ۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار بچے پنگھوڑے میں بولے: عیسیٰ علیہ السلام، صاحب یوسف، صاحب جریج اور فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ۔

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝۳۰ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝۳۱ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝۳۲ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 339 (31879)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

يَوْمَ أَمُوْتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾

"(اچانک) وہ بچہ بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ رہوں۔ اور مجھے خدمت گزار بنایا ہے اپنی والدہ کا اور اس نے نہیں بنایا مجھے جابر (اور) بدبخت۔ اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا زندہ کر کے"۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللهِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس نے فیصلہ فرمایا ہے کہ میں اس طرح ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے الانجیل پڑھی اور اسے اپنی والدہ کے بطن میں ہی یاد کر لیا تھا۔ اسی لیے فرمایا قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللهِ ۖ آتَانِيَ الْكِتٰبَ الخ۔

امام الاسماعیلی نے معجم میں، ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن لال نے مکارم الاخلاق میں، ابن مردویہ اور ابن النجار نے تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے مجھے لوگوں کے لیے نفع دینے والا بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مُبٰرَكًا کا معنی معلم اور مؤدب فرمایا ہے۔(1)

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُبٰرَكًا کا معنی خیر کا معلم روایت کا ہے۔ ابن المنذر رنے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ شخص جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے اس کے لیے ہر جانور استغفار کرتا ہے حتی کہ سمندر میں مچھلیاں بھی اسکے لیے استغفار کرتی ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے مُبٰرَكًا کا معنی ہادیا مهدیا (ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ) روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد سے مُبٰرَكًا کا معنی لوگوں کو نفع دینے والا روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نوف سے روایت کیا ہے کہ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ فرما کر ظاہر فرمایا کہ میرا باپ نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شَقِيًّا کا معنی نافرمان روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جَبَّارًا شَقِيًّا وہ ہوتا ہے جو غضب کی طرف متوجہ رہتا ہے (یعنی جس پر ہر وقت غصہ سوار رہتا ہے)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت العوام بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جسے تم نافرمان پاؤ گے اسے تم جابر بھی پاؤ گے پھر یہ آیت پڑھی وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 360، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن آدم کے احتیاج کے اوقات تین ہیں، جس دن پیدا ہوتا ہے، جس دن فوت ہوتا ہے، جس دن دوبارہ اٹھایا جائے گا، ان تینوں اوقات کا عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان تین آیات کے ساتھ بولنے کے بعد نہ بولے حتی کہ اس عمر کو پہنچ گئے جب بچے عام طور پر بولنا شروع کر دیتے ہیں۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابوسعید الخدری ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان کو بچپن میں بولنے کی توفیق بخشی۔ پس آپ نے تین مرتبہ کلام کیا حتی کہ آپ اس عمر کو پہنچ گئے جب بچے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد فرمائی جس کی مثال کانوں نے سنی بھی نہ تھی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے کی توفیق مرحمت فرمائی تھی۔ آپ نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی تھی: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَرِيْبُ فِيْ عُلُوِّكَ، الْمُتَعَالِيْ فِيْ دُنُوِّكَ، الرَّفِيْعُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ خَلْقِكَ اَنْتَ الَّذِيْ نَفَذَ بَصَرُكَ فِيْ خَلْقِكَ وَحَارَتِ الْاَبْصَارُ دُوْنَ النَّظَرِ اِلَيْكَ، اَنْتَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِضَوْءِ نُوْرِكَ دُجَى الظَّلَامِ وَ تَلَأْلَأَتْ بِعَظَمَتِكَ اَرْكَانُ الْعَرْشِ نُوْرًا فَلَمْ يَبْلُغْ اَحَدٌ بِصِفَتِهٖ صِفَتَكَ فَتَبَارَكْتَ اَللّٰهُمَّ خَالِقَ الْخَلْقِ بِعِزَّتِكَ مُقَدِّرَ الْاُمُوْرِ بِحِكْمَتِكَ مُبْتَدِئَ الْخَلْقِ بِعَظَمَتِكَ۔ اے اللہ تو اپنے مقام رفیع کے باوجود قریب ہے، اپنے قرب کے باوجود بلند ہے، اپنی مخلوق سے تو بلند ہے، تو وہ ہے جس کی نظر اپنی تمام مخلوق پر ہے، اور تیرے دیکھے بغیر آنکھیں حیران ہیں، تو وہ ہے جس نے اپنے نور سے تاریکیوں کو منور کیا، تو نے اپنی عظمت کے عرش کے ارکان کو روشن کیا، کوئی بھی اپنی صفت کے ساتھ تیری صفت تک نہ پہنچ سکا، تو بابرکت ہے، اے اللہ! اے اپنی عزت کے سبب مخلوق کے خالق! اے اپنی حکمت کے سبب امور کا اندازہ فرمان والے، اے اپنی عظمت کے ساتھ مخلوق کو پیدا فرمانے والے!۔

اس حمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان کو روک لیا حتی کہ آپ اس عمر کو پہنچ گئے جب بچے گفتگو کرتے ہیں۔(2)

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ
لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ
فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾

''یہ ہے عیسیٰ بن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ یہ زیبا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ وہ کسی

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 361، دارالفکر بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 362

کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ فیصلہ فرما دیتا ہے کسی کام کا تو بس صرف اتنا حکم دیتا ہے اس کے لیے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی سو اسی کی عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر کئی گروہ آپس میں اختلاف کرنے لگے پس ہلاکت ہے کفار کے لیے اس دن کی حاضری سے جو بہت بڑا ہے''۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ کے تحت روایت کیا ہے: الْحَقِّ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہیں فرماتے ہیں: بنو اسرائیل جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے سے چار آدمی نکالے، ہر گروہ کا عالم نکالا گیا۔ پس انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے وقت مشورہ کیا۔ ایک گروہ نے کہا وہ اللہ ہے زمین پر اترا تھا۔ اس نے زندہ کیا جس کو زندہ کیا اور موت دی جس کو موت دی پھر وہ آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ یہ یعقوبیہ فرقہ ہے۔ باقی تینوں افراد نے کہا انہوں نے جھوٹ بولا۔ پھر ان میں سے دو نے تیسرے گروہ سے کہا تم عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرو، اس نے کہا وہ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ نسطوریہ ہیں۔ دو نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا تم ان کے بارے اپنی رائے پیش کرو۔ اس نے کہا وہ تین میں سے تیسرا ہے۔ اللہ الٰہ ہے عیسیٰ الٰہ ہے اور اس کی والدہ بھی الٰہ ہے۔ یہ اسرائیلیہ ہیں۔ یہ نصاریٰ کے بادشاہ ہیں، چوتھے نے کہا تو نے جھوٹ بولا۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کی روح ہیں۔ اس کے کلمۃ سے ہیں۔ یہ مسلمان ہیں، پس ہر طبقہ کے پیروکار ہیں۔ انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا تو وہ مسلمانوں پر غالب آگئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ (آل عمران: 21) ''وہ قتل کرتے ہیں انہیں جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتے ہیں''۔ قتادہ فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ۔ فرماتے ہیں: انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے اختلاف کیا اور وہ گروہوں میں بٹ گئے، لوگوں نے اختلاف کیا۔ ایک مسلمان نے کہا میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کھانا نہیں کھاتا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام سوتے تھے اور اللہ نہیں سوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، پس مسلمان ان سے جھگڑے، پس قوم چلی گئی، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت یعقوبیہ غالب آگئے اور مسلمانوں کو مصیبت پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے قرآن نازل کیا: فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ (مریم) پس ہلاکت ہے کفار کے لیے ان دن کی حاضری سے جو بہت بڑا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَحْزَابُ سے مراد اہل کتاب ہیں۔

اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 359 (1765)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ
هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَيْهَا وَ اِلَيْنَا
يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾

''(اس دن) یہ خوب سننے لگیں گے اور خوب دیکھنے لگیں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس لیکن یہ ظالم آج تو کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور اے نبی کریم آپ ڈرایئے انہیں حسرت وندامت کے دن سے جب ہر بات کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور آج یہ لوگ غفلت میں ہیں اور یہ ایمان نہیں لاتے۔ یقیناً ہم ہی وارث ہوں گے زمین کے اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ کے تحت روایت کیا ہے کہ کفار آج کچھ سنتے اور دیکھتے نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن خوب سنیں گے اور خوب دیکھیں گے۔

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی قوم کو سناؤ اور اپنی قوم کو دکھاؤ۔ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا فرماتے ہیں یہاں یوم سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس سے مراد قیامت کا دن ہے وہ سنیں گے لیکن اس وقت سننا نفع بخش نہ ہوگا۔ وہ دیکھیں گے لیکن ان کا دیکھنا قابل نفع نہ ہوگا۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابو یعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا، پھر ارشاد ہوگا اہل جنت! کیا تم اسے جانتے ہو وہ جھانکیں گے اور دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں یہ موت ہے، تمام اس کو دیکھ لیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا اے دوزخیو! کیا تم اسے پہچانتے ہو وہ جھانک کر دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ تمام اسے دیکھ لیں گے، پھر موت کو ذبح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ ارشاد ہوگا اے جنتیو! تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے، موت نہیں ہوگی۔ اے دوزخیو! تم نے دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے، اب تمہیں موت نہیں آئے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ الخ ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور فرمایا اہل دنیا غفلت میں ہیں۔(2)

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ کے متعلق فرمایا: اہل جنت کو ندا دی جائے گی۔ پس وہ جھانکنے لگیں گے، دوزخیوں کو ندا دی جائے گی۔ وہ جھانکیں گے اور دیکھیں

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 360 (1766)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 152 (61-60)، دار الکتب العلمیہ بیروت

گے ارشاد ہوگا کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور ارشاد ہوگا، یہ موت ہے، اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوگا اے جنتیو! تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے۔ اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخیو! تمہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے تمہیں موت نہیں آئے گی۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل دے گا پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا دوزخی جو موت کی امید رکھتے ہوں گے۔ وہ اس سے مایوس ہو جائیں گے۔ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی وجہ سے انہیں حسرت لاحق ہوگی۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت چتکبرے مینڈھے کی شکل میں آئے گی حتی کہ جنت اور دوزخ کے درمیان اسے ٹھہرایا جائے گا۔ پھر ندا کرنے والا ندا دے گا اے اہل جنت! یہ موت ہے جو دنیا میں لوگوں کو مارتی تھی۔ پس جنت میں بلند درجہ والے اور نچلے درجے والے لوگوں میں سے ہر شخص موت کو دیکھ لے گا۔ پھر ندا دے گا اے دوزخیو! یہ موت ہے جو دنیا میں لوگوں کو مارتی تھی۔ پس دوزخ کے گڑھوں میں اور اسفل ترین مقام پر رہنے والے سب اسے دیکھ لیں گے۔ پھر جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کیا جائے گا۔ پھر اعلان ہوگا اے جنتیو! تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے، اے دوزخیو! تمہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔ اہل جنت اتنے خوش ہوں گے کہ اگر کوئی خوشی سے مر جاتا تو وہ بھی مر جاتے اور دوزخی اتنے پریشان ہوں گے کہ اگر کوئی پریشانی سے مرتا تو یہ مر جاتے۔ اس کی طرف یہ ارشاد اشارہ کرتا ہے: وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ فرماتے ہیں: جب موت کو ذبح کیا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ يَوْمَ الْحَسْرَةِ قیامت کے دن کے اسماء میں سے ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (الزمر: 56)۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے کوفہ کے عامل کو یہ خط لکھا حمد و ثناء کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جب پیدا کیا اس وقت سے ان پر موت کو لکھ دیا ہے۔ پس اس کی طرف سب کے لوٹنے کی جگہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو اپنے علم سے اپنی سچی کتاب میں نازل کیا اور ملائکہ کو اپنی مخلوق پر گواہ بنایا۔ س میں یہ ہے کہ وہ زمین کا مالک ہے اور جو کچھ اس پر ہے اس کا بھی وہی مالک ہے اور اسی کی طرف لوٹیں گے۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 104 2۔ ایضاً

سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۖ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾
يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ
وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ
لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ
رَبِّيْ ۖ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
اَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا
يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا
نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾

''اور ذکر کیجئے آپ کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا وہ بڑا راست باز نبی تھا۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ! تو کیوں عبادت کرتا ہے اس کی جو نہ کچھ سنتا ہے اور نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اے میرے باپ! بے شک آیا ہے میرے پاس وہ علم جو تیرے پاس نہیں آیا اس لیے تو میری پیروی کر میں دکھاؤں گا تجھے سیدھا راستہ۔ اے باپ! شیطان کی پوجا نہ کیا کر، بے شک شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے پہنچے عذاب (خدائے) رحمٰن کی طرف سے تو تو بن جائے شیطان کا ساتھی۔ باپ نے کہا: کیا روگردانی کرنے والا ہے تو میرے خداؤں سے اے ابراہیم؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا اور دور ہو جاؤ میرے سامنے سے کچھ عرصہ۔ ابراہیم نے (جواب میں) کہا سلام ہو تم پر، میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لیے اپنے رب سے۔ بے شک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے۔ اور میں الگ ہو جاؤں گا تم سے اور (ان سے بھی) جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور میں اپنے رب کی عبادت کروں گا، مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کی برکت سے نامراد نہیں رہوں گا۔ پس جب وہ جدا ہو گیا ان سے اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تو عطا فرمایا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔ اور ہم نے عطا فرمائیں انہیں اپنی رحمت سے (طرح طرح کی نعمتیں) اور ہم نے ان کے لیے سچی اور دائمی تعریف کی آواز بلند کر دی''۔

امام ابو نعیم اور دیلمی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والد کا اپنے بچے پر حق ہے کہ وہ اس طرح پکارے جس طرح ابراہیم نے اپنے باپ کو پکارا تھا اے میرے باپ! باپ کا نام لے کر نہ پکارے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَاَرْجُمَنَّكَ کا معنی لَاَشْتُمَنَّكَ (گالی دینا) روایت کیا ہے اور مَلِيًّا کا معنی وقت ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا فرماتے ہیں تو صحیح وسلامت مجھ سے دور ہو جا اس سے پیشتر کہ میری طرف سے تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَلِيًّا کا معنی سَالِمًا روایت کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَلِيًّا کا معنی حِينًا (وقت) روایت کیا ہے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ نے ان سے کہا الملی کا کیا مطلب ہے؟ ابن عباس نے فرمایا طویل عرصہ، اسی معنی میں یہ لفظ مُھلھل نے استعمال کیا ہے۔

وَتَصَدَّعَتْ شُمُّ الْجِبَالِ لِمَوْتِهِ وَبَكَتْ عَلَيْهِ الْمُرْمَلَاتُ مَلِيًّا

''اور اسی موت کی وجہ سے پہاڑوں کے سر پھٹ گئے اور اس پر طویل عرصہ بیوہ عورتیں روتی رہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے حَفِيًّا کا معنی لطیفاً روایت کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حَفِيًّا کا معنی حضرت مجاہد سے یہ روایت کیا ہے: وہ ہمیشہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اس کو اسحٰق بیٹا اور یعقوب پوتا عطا فرمایا۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لِسَانَ صِدْقٍ سے مراد اچھی ثناء ہے۔(4)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ٘ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾

''اور ذکر فرمایئے کتاب میں موسیٰ کا بے شک وہ (اللہ کے) چنے ہوئے تھے اور رسول و نبی تھے۔ اور ہم نے انہیں پکارا طور کی دائیں جانب سے اور ہم نے انہیں قریب کیا راز کی باتیں کرنے کے لیے۔ اور ہم نے بخشا انہیں اپنی خاص رحمت سے ان کا بھائی ہارون جو نبی تھا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 108 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 360 (1768)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 109

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مُخْلَصًا کو لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا کے تحت روایت کیا ہے: صرف نبی وہ ہوتا ہے جس سے کلام کی جاتی ہے، اس پر کلام کا نزول ہوتا ہے اور اسے کسی قوم کی طرف بھیجا نہیں جاتا۔

ابن ابی حاتم کے الفاظ اس طرح ہیں: انبیاء وہ ہوتے ہیں جو رسول نہیں ہوتے، ان کی طرف وحی کی جاتی ہے اور انہیں کسی قوم کی طرف بھیجا نہیں جاتا اور رسل وہ انبیاء ہوتے ہیں جن کی طرف وحی کی جاتی ہے اور انہیں کسی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ کے تحت روایت کیا ہے کہ پہاڑ کی دائیں جانب۔ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا یعنی اس کے صدق اور سچائی کی وجہ سے انہیں یہ قرب بخشا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایسا قرب بخشا کہ آپ قلم کے چلنے کی آواز سنتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اتنا قرب بخشا کہ قلم الٰہی تختیوں پر تورات کو لکھتا تھا تو اس کے چلنے کی آواز سنتے تھے۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل نے موسیٰ علیہ السلام کو پیچھے بیٹھایا حتی کہ تورات لکھتے وقت قلم الٰہی کے چلنے کی آواز سنی۔

امام ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں داخل کیا اور کلام کی۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد سے وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان ستر ہزار حجابات ہیں حجاب نور، حجاب ظلمت، حجاب نور، حجاب ظلمت، حجاب نور، حجاب ظلمت۔ موسیٰ علیہ السلام قریب ہوتے گئے حتی کہ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صرف ایک حجاب رہ گیا، جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عظمت دیکھی اور قلم کے چلنے کی آواز سنی تو عرض کی: رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ (الاعراف: 143)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ہناد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وہ قرب عطا کیا کہ جب لوح پر قلم لکھتا تھا تو انہوں نے اسکے چلنے کی آواز سنی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور سیناء پر قرب خاص عطا فرمایا تو فرمایا اے موسیٰ! جب میں نے تیرے لیے شکر گزار دل، ذاکر زبان پیدا کی ہے اور تجھے ایسی بیوی عطا کی ہے جو ہر نیکی پر تیری معاون ہے اور میں نے تجھ سے کوئی خیر بھی بچا کر نہیں رکھی اور جس سے یہ چیزیں میں بچالوں تو میں اس کے لیے خیر کا کوئی دروازہ نہیں کھولتا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 360 (70-1769)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 111

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وَ وَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہارون علیہ السلام عمر میں موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہارون علیہ السلام کو نبوت بخشی گئی۔ (1)

وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ٘ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّاۚ۝۵۴ وَ كَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا۝۵۵

''اور ذکر کیجئے کتاب میں اسماعیل کو، بے شک وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول (اور) نبی تھے۔ اور وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ عن کعب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماعیل اللہ کے نبی تھے جن کا اللہ تعالیٰ نے صادق الوعد کی صفت سے ذکر فرمایا ہے۔ وہ ایسے شخص تھے جن کی طبیعت میں تیزی تھی۔ اللہ کے دشمنوں سے ہر وقت جہاد میں مصروف رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں پر فتح عطا فرمائی تھی، آپ کفار سے سخت جنگ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ آپ کا سر چھوٹا تھا، گردن موٹی تھی، ہاتھ اور پاؤں لمبے تھے، جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچتے تھے، آنکھیں چھوٹی تھیں، ناک لمبی تھی، کندھے چوڑے تھے، انگلیاں لمبی تھیں۔ مخلوق کے سامنے رہتے تھے۔ کفار پر نہایت سخت اور شدید تھے، اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور آپ کی زکوٰۃ، مالوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا تھا۔ آپ کسی سے کوئی وعدہ کرتے تو اسے ضرور پورا کرتے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو صادق الوعد فرمایا۔ (2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اپنے رب سے اسماعیل نے جو وعدہ کیا اسے پورا فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان الثوری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کا ایک ساتھی مل کر ایک شہر میں آئے۔ آپ کے ساتھی نے آپ سے کہا یا تو میں بیٹھتا ہوں تم شہر میں جاؤ اور زادراہ خرید کر لاؤ یا میں جاتا ہوں اور میں کھانا وغیرہ خرید کر لاتا ہوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا تم جاؤ میں یہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتا ہوں۔ پس وہ شہر میں داخل ہوا اور بھول گیا اور پھر باہر چلا گیا۔ پورا سال آپ اس کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ سال کے بعد وہ شخص گزرا تو اس نے کہا آپ ابھی تک یہاں ہیں؟ حضرت اسماعیل نے فرمایا: میں نے تجھے کہا تھا کہ میں تیرے آنے تک یہاں رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ الخ۔

امام ابن جریر نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اسماعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے آنے کا وعدہ کیا تو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 111　2۔ مستدرک حاکم، جلد 20، صفحہ 04-603، دار الکتب العلمیہ بیروت

شخص بھول گیا۔ حضرت اسماعیل سارا دن بھی وہاں ٹھہرے رہے اور رات بھی ٹھہرے رہے حتی کہ وہ شخص دوسرے دن آیا۔ اس نے کہا آپ یہاں سے نہیں گئے۔ حضرت اسماعیل نے فرمایا: نہیں۔ اس شخص نے کہا: میں بھول گیا تھا (معذرت!) حضرت اسماعیل نے فرمایا: میں کبھی بھی تیرے آنے سے پہلے یہاں سے نہ جاتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ۔(1)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد سے اسماعیل کو چنا اور اسماعیل کی اولاد سے کنانہ کو چنا۔(2)

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے روز بارہ انبیاء میں مخلوق کا سردار ہوں گا۔ ان انبیاء میں سے ابراہیم، اسماعیل، اسحق اور یعقوب بھی ہیں۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس نے عربی بولی اور کتاب کو اپنے لفظ اور کلام پر لکھا پھر اسے ایک کتاب بنایا مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حتی کہ اس کی اولاد نے اس کے درمیان جدائی کی، وہ شخص حضرت اسماعیل تھے۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن بشیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے محمد بن علی سے پوچھا کہ سب سے پہلے عربی کس نے بولی، تو محمد بن اسماعیل نے فرمایا: اسماعیل بن ابراہیم نے بولی تھی جب کہ آپ تیرہ سال کے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس سے پہلے لوگ کون سی زبان بولتے تھے؟ انہوں نے فرمایا عبرانی۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت الواقدی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے بہت سے اہل علم سے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماعیل کو پیدائش کے دن سے ہی عربی زبان الہام کی گئی تھی۔ ابراہیم کی تمام اولاد ابراہیم علیہ السلام کی لغت پر تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت علی بن رباح اللخمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام عرب حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی قبر میزاب کے نیچے بیت اللہ اور حجر اسود کے درمیان ہے۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۗ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾

"اور ذکر فرمائیے کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا، بے شک وہ بڑے راست باز تھے (اور) نبی تھے۔ اور ہم نے بلند کیا تھا انہیں بڑے اونچے مقام تک"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 112، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفضائل، جلد 16، صفحہ 29 (2276) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم جلد 2، صفحہ 602، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 1، صفحہ 50، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام الحکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ادریس علیہ السلام طویل القامت، ضخم البطن، عریض الصدر تھے، جسم پر بال قلیل تھے اور سر پر بال کثیر تھے۔ ایک آنکھ دوسری آنکھ سے بڑی تھی۔ آپ کے سینہ پر ایک سفید داغ تھا جو برص کا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اہل زمین کا ظلم اور احکام الٰہی میں حدود سے تجاوز دیکھا تو ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چھٹے آسمان پر اٹھالیا۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا سے یہی مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ انہوں نے انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے اور ان اعمال پر عمل کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور ہر ٹانک پر سبحان اللہ کہتے تھے۔ اور شام کرتے تو زمین پر کوئی شخص ان سے از روئے عمل افضل نہ ہوتا، ایک دن ایک فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی اور عرض کی یارب! مجھے حضرت ادریس سے ملنے کی اجازت دی جائے، اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت مرحمت فرمادی، وہ فرشتہ حضرت ادریس کے پاس آیا اور سلام کیا اور کہا: میں تم سے باتیں کرنے آیا ہوں، آپ نے فرمایا تو مجھ سے کیسے باتیں کرے گا۔ تو فرشتہ ہے اور میں انسان ہوں، پھر حضرت ادریس نے اس سے پوچھا کیا تیرا حضرت ملک الموت سے کوئی رشتہ، ناطہ ہے؟ فرشتے نے کہا وہ فرشتوں میں سے میرا بھائی ہے۔ حضرت ادریس نے کہا: کیا تو اس سے میری موت میں تاخیر کرا سکتا ہے؟ اس فرشتے نے کہا موت میں تقدیم و تاخیر تو ممکن نہیں ہے لیکن میں آپ کی خاطر ان سے بات کرتا ہوں، وہ آپ سے موت کے وقت نرمی کرے گا، اس فرشتے نے کہا تو میرے پروں کے درمیان سوار ہو جا، حضرت ادریس سوار ہو گئے، وہ فرشتہ انہیں اوپر والے آسمان پر لے گیا۔ ملک الموت نے حضرت ادریس سے اس فرشتے کے پروں کے درمیان ملاقات کی۔ فرشتے نے کہا اے ملک الموت! مجھے آپ سے ایک گزارش کرنی ہے، ملک الموت نے کہا مجھے آپ کی حاجت معلوم ہے، تم مجھ سے حضرت ادریس کے بارے بات کرنا چاہتے ہو۔ اس کا تو صحیفہ (حیات) سے نام مٹ چکا ہے اور اس کی زندگی تو فقط آنکھ جھپکنے کی دیر رہ گئی ہے، حضرت ادریس فرشتے کے پروں کے درمیان ہی فوت ہو گئے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت کعب سے حضرت ادریس علیہ السلام کے بلند مرتبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضرت ادریس علیہ السلام ایک متقی شخص تھے۔ ان کا اتنا عمل بلند ہوتا جتنا کہ دنیا کے تمام لوگوں کا بلند ہوتا۔ وہ فرشتہ بہت متعجب ہوا جس کے ذریعے آپ کا عمل بلند ہوتا تھا۔ اس فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی اور عرض کی اے رب! مجھے اجازت مرحمت فرما کہ میں تیرے اس بندے کی زیارت کروں اسے اجازت دی گئی۔ وہ فرشتہ نیچے آیا اور کہا اے ادریس! مبارک ہو آپ کا اتنا نیک عمل بلند ہوتا ہے کہ اتنا تو تمام اہل زمین کا بھی بلند نہیں ہوتا۔ حضرت ادریس نے پوچھا تجھے کیسے علم ہے؟ اس نے کہا میں ایک فرشتہ ہوں اور میں اس دروازے پر ہوتا ہوں جس دروازے سے آپ کا عمل بلند ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو فرشتہ ہے

تو کیا تو میری ملک الموت کے پاس سفارش نہیں کرے گا تا کہ وہ میری مدت حیات میں تاخیر کر دے تا کہ میں عبادت الٰہی اور شکر الٰہی زیادہ کرلوں۔ فرشتے نے کہا جب کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مؤخر نہیں فرماتا، آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے لیکن میں نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے ایسا کیا ہے، فرشتے نے آپ کو اپنے پروں پر اٹھایا اور آسمان کی طرف لے گیا، اور اس نے ملک الموت سے کہا یہ ایک متقی شخص ہے، نبی ہے، اس کا اتنا عمل صالح بلند ہوتا ہے کہ اتنا تمام اہل زمین کا بھی بلند نہیں ہوتا۔ ان کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی، میں نے اس سے ملاقات کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی۔ جب میں نے اس کو عمل کی بشارت دی تو اس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں اس کے لیے آپ سے سفارش کروں کہ تم اس کی مدت حیات میں تاخیر کرو تا کہ یہ شکر اور عبادت زیادہ کرے۔ ملک الموت نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتے نے کہا وہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ ملک الموت نے اپنی کتاب میں دیکھا حتی کہ انکے نام سے گزرے تو کہا اللہ کی قسم! ادریس کی عمر میں سے تو کچھ بھی باقی نہیں ہے، اس نے اسے مٹا دیا اور حضرت ادریس آسمان پر ہی وصال فرما گئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ چھٹے آسمان پر اٹھائے گئے اور وہاں ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہمیں حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ (2)

ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ چوتھے آسمان میں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ربیع نے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اسی طرح اٹھائے گئے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تھے اور وہ فوت نہیں ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن سند کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ادریس ہی الیاس علیہ السلام ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت عمر مولی غفرہ رحمہ اللہ سے اور وہ مرفوعاً بیان کرتے تھے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نبی متقی اور پاک آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ تین دن لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے اور چار دن زمین کی سیاحت کرتے اور اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرتے۔ اتنا ان کا نیک عمل بلند ہوتا جتنا کہ تمام انسانوں کا بلند ہوتا تھا۔ ملک الموت آپ سے رضائے الٰہی کے لیے محبت کرتے تھے۔ جب آپ سیاحت کے لیے نکلے تو ملک الموت ان کے پاس آ گیا، اس نے کہا اے اللہ کے نبی! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی صحبت و معیت کی اجازت عطا فرمائیں، حضرت ادریس علیہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 341 (31883)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 8، صفحہ 511، دار الفکر بیروت

السلام آپ کو جانتے نہیں تھے۔ اس لیے فرمایا تو میری سنگت نہیں نبھا سکے گا۔ حضرت ملک الموت نے کہا کیوں نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائے گا، ملک الموت آپ کے ساتھ اسی دن نکلے حتیٰ کہ دن کے آخر میں حضرت ادریس ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس سے گزرے، ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! ہمیں معلوم نہیں ہے کہ ہماری شام کہاں ہو جائے گی، اگر ہم ان بکریوں میں سے ایک بکری کا بچہ پکڑ لیں، تا کہ ہم اس سے روزہ افطار کریں۔ حضرت ادریس نے کہا۔ پھر اس قسم کی بات نہ کرنا تو مجھے ناجائز مال کی دعوت دے رہا ہے، جہاں ہماری شام ہوگی وہاں اللہ تعالیٰ ہمیں رزق عطا فرمادے گا۔ جب شام ہوئی اللہ تعالیٰ نے وہ رزق بھیج دیا جو پہلے ان کے پاس آتا تھا۔ حضرت ادریس نے ملک الموت سے کہا آؤ اور کھاؤ۔ ملک الموت نے کہا اللہ کی قسم! جس نے آپ کو نبوت سے نوازا ہے مجھے بھوک نہیں ہے، حضرت ادریس نے کھانا کھایا پھر دونوں نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت ادریس سست پڑ گئے تھک گئے، اکتا گئے اور اونگھنے لگے، لیکن ملک الموت پر اس قسم کی کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی، حضرت ادریس کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔ فرمایا میرا خیال تھا کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کی طاقت رکھتا ہوں لیکن یہ شخص تو مجھ سے بھی زیادہ طاقت ور ہے۔ جب آپ نے اس کی یہ کیفیت دیکھی تو اپنی عبادت کو حقیر سمجھنے لگے۔ پھر صبح ہوئی تو دونوں چلتے رہے، جب دن کا آخر ہوا تو دونوں انگوروں کے باغ سے گزرے۔ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! اگر ہم اس باغ سے کچھ انگور لے لیں (تو بہتر ہوگا) کیونکہ معلوم نہیں شام کہاں ہو جائے۔ حضرت ادریس نے فرمایا میں نے تجھے ایسے عمل سے منع نہیں کیا تھا۔ جہاں ہماری شام ہوگی اللہ تعالیٰ ہمارا رزق بھیج دے گا۔ شام ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رزق بھیج دیا۔ حضرت ادریس نے کھایا ملک الموت سے کہا آؤ، کھاؤ۔ تو انہوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف نبوت سے نوازا! مجھے اشتیاق نہیں ہے، حضرت ادریس بڑے متعجب ہوئے۔ پھر دونوں رات کو نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ادریس پہلے کی طرح تھک گئے، اکتا گئے اور ڈھیلے ہو گئے لیکن ملک الموت پر اس قسم کی کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی، اس وقت حضرت ادریس نے ملک الموت سے کہا تم اللہ کی قسم! آدم کی اولاد سے نہیں ہو۔ اس وقت ملک الموت نے کہا ہاں میں آدم کی اولاد سے نہیں ہوں، حضرت ادریس نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ ادریس علیہ السلام نے کہا تجھے میرے بارے حکم دیا گیا ہے؟ حضرت ملک الموت نے کہا اگر مجھے آپ کے متعلق حکم دیا گیا ہوتا تو میں کبھی آپ کو مہلت نہ دیتا، میں فقط اللہ کی رضا کے لیے آپ سے محبت کرتا ہوں، میں نے اسی کی خاطر آپ سے سنگت اختیار کی ہے، حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا اے ملک الموت! تو تین دن اور تین راتوں سے میرے ساتھ ہے، تو نے اس وقت کسی کی روح قبض نہیں کی؟ ملک الموت نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے نبی! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف نبوت سے سرفراز فرمایا! میں آپ کے ساتھ ہوں جب سے آپ نے دیکھا ہے میں ہر نفس کی روح قبض کرتا ہوں جس کا مجھے حکم ملتا ہے، خواہ وہ زمین کے مشرق میں ہو یا مغرب میں ہو اور میرے نزدیک یہ ساری دنیا اس دسترخوان کی مانند ہے جو کسی شخص کے سامنے پڑا ہوتا ہے، وہ اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے جو چاہتا ہے اٹھالیتا ہے۔ حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت! میں تجھ سے اسی ذات کے واسطہ سے سوال کرتا ہوتا ہوں جس کی وجہ سے تو نے مجھ سے محبت

کی ہے تو میری حاجت کو پورا کرے گا؟ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! جو تو چاہتا ہے مجھ سے سوال کر۔ حضرت ادریس نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے موت کا ذائقہ چکھادے۔ میری روح اور میرے جسم میں جدائی کردے تا کہ میں موت کا ذائقہ چکھ لوں پھر تو میری روح لوٹا دے۔ ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اجازت طلب کی تو انہیں اجازت مل گئی، ملک الموت نے آپ کی روح قبض کر لی اور آپ کی روح اور جسم کے درمیان جدائی کردی۔ ملک الموت نے آپ کا چہرہ جھاڑا اور کہا اے اللہ کے نبی! میں یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ میری صحبت سے آپ کو ایسا حصہ ملے۔ جب ادریس علیہ السلام کو افاقہ ہوا تو ملک الموت نے پوچھا جناب! موت کا ذائقہ کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا اے ملک الموت! میں موت کے متعلق بات کرتا تھا اور سنتا تھا، یہ تو میرے بیان کرنے اور سننے سے بہت عظیم ہے، پھر کہا اے ملک الموت! مجھے آپ سے ایک اور کام ہے۔ ملک الموت نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو مجھے دوزخ دکھا تا کہ میں اس کو سرسری نظر دیکھ لوں، ملک الموت نے کہا آپ کو آگ سے کیا غرض، مجھے امید ہے آپ اس کو نہیں دیکھیں گے اور آپ آگ والوں سے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بالکل درست ہے لیکن میں اس لیے دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ اس کا خوف مجھ میں زیادہ ہو جائے۔ پس ملک الموت جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر گئے، کسی داروغے کو بلایا۔ انہوں نے جواب دیا اور پوچھا تو کون ہے؟ آپ نے فرمایا ملک الموت، جہنم کے دروغوں پر کپکپی طاری ہوگئی، پوچھا کیا ہمارے متعلق آپ کو حکم دیا گیا ہے؟ ملک الموت نے کہا اگر مجھے تمہارے متعلق حکم ملا ہوتا تو میں قطعاً تمہیں مہلت نہ دیتا، لیکن اللہ کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ تم اسے ایک نظر جہنم دکھاؤ۔ انہوں نے آپ کے لیے سوئی کے ناکے کے برابر کھولا تو اس کی اتنی گرمی اور لو آپ کو لگی کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ ملک الموت نے کہا اس کو بند کردو۔ انہوں نے دوزخ کو بند کردیا۔ پھر ملک الموت نے آپ کے چہرہ کو پونچھتے ہوئے کہا میں یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ آپ کو میری سنگت سے ایسا نصیبہ ملے۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا اے ملک الموت! میں دوزخ کے متعلق کہتا اور سنتا تھا لیکن یہ میرے کہنے اور سننے سے بہت عظیم ہے۔ پھر حضرت ادریس نے کہا: اے ملک الموت! میری ایک حاجت باقی ہے، ملک الموت نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا تو مجھے سرسری طور پر جنت دکھادے، ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! مبارک ہو ان شاء اللہ آپ اہل جنت کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔ وہ آپ کی آرام گاہ اور لوٹنے کی جگہ ہے، حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت! میں اسے دیکھنا پسند کرتا ہوں تا کہ میرا اشتیاق اور شوق زیادہ ہو جائے۔ حضرت ملک الموت جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر گئے، اس کے نگرانوں کو بلایا۔ انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ فرمایا میں ملک الموت ہوں، فرشتوں پر کپکپی طاری ہوگئی، فرشتوں نے پوچھا کیا تمہیں ہمارا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا اگر مجھے تمہارا حکم ملا ہوتا تو میں کبھی تمہیں مہلت نہ دیتا لیکن اللہ کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام نے سوال کیا ہے کہ وہ ایک نظر جنت کو دیکھ لیں، فرشتوں نے جنت کا دروازہ کھولا تو آپ کو اس کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس ہوئی جو آپ کے دل میں بیٹھ گئی۔ آپ نے کہا اے ملک الموت! میں جنت میں داخل ہونا اور اس کے پھل کھانا اور اس کا پانی پینا چاہتا ہوں تا کہ میری رغبت اور طلب مزید بڑھ جائے، ملک الموت نے کہا داخل ہو جاؤ۔ آپ جنت میں گئے، اس

کے پھل کھائے اور اس کا پانی پیا۔ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! اب جنت سے باہر تشریف لائیے آپ کی خواہش پوری ہوگئی ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے روز انبیائے کرام کی معیت میں یہاں لوٹائے۔ آپ جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کے تنے سے چمٹ گئے اور فرمایا میں تو باہر نہیں جاؤں گا۔ اگر تو چاہے کہ میں اس سلسلہ میں تجھ سے جھگڑا کروں تو میں آپ سے جھگڑا بھی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرف پیغام بھیجا کہ اس سے جھگڑنے کا فیصلہ کر دے۔ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ کے پاس جھگڑے کی دلیل کیا ہے؟ حضرت ادریس نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کل نفس ذائقة الموت (ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے) میں موت کا ذائقہ چکھ چکا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایک مرتبہ لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ (مریم) ''تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا یہ تمہارے رب کا حتمی فیصلہ ہے''۔ تو میں اس میں وارد ہو چکا ہوں کیا میں بار بار جہنم پر وارد ہوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایک ہی مرتبہ وارد ہونا لازم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اللہ جنت کے متعلق فرمایا وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ (الحجر) جنتی جنت سے نہیں نکالے جائیں گے۔ کیا میں اس جگہ کو چھوڑ کر چلا جاؤں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرف وحی فرمائی کہ تیرا خصم میرا بندہ ادریس ہے، میرے عزت وجلال کی قسم! اس کے تخلیق کرنے سے پہلے میرے علم میں تھا کہ موت اس پر صرف ایک مرتبہ آئے گی جو یہ مر چکے ہیں اور یہ جہنم کو نہیں دیکھیں گے مگر ایک ورود جو یہ حاصل کر چکے ہیں اور وہ جنت میں اس گھڑی داخل ہوں گے جس گھڑی کہ یہ داخل ہوئے۔ اور یہ اس سے نکلنے والے نہیں ہیں۔ اے ملک الموت! اسے چھوڑ دے۔ انہوں نے تجھ سے جھگڑا کیا اور تجھ پر قوی دلیل کے ساتھ غالب آ گئے ہیں۔ جب حضرت ادریس علیہ السلام کا جنت میں ٹھہرنا ثابت ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے جنت میں آپ کا دخول ساری مخلوق سے پہلے لازم کر دیا تو ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہار تعجب کیا، عرض کی اے ہمارے پروردگار! ہم حضرت ادریس سے اتنے ہزار سال پہلے پیدا کیے گئے ہیں اور ہم نے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی تیری نافرمانی نہیں کی تو نے حضرت ادریس کو تھوڑا عرصہ ہوا پیدا فرمایا۔ تو نے اس کو ہم سے پہلے جنت میں بھیج دیا ہے (اس کی کیا وجہ ہے؟) اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی بھیجی اے میرے ملائکہ! میں نے تمہیں اپنی عبادت، تسبیح اور اپنے ذکر کے لیے پیدا کیا ہے اور اسی ذکر و تسبیح میں تمہاری لذت رکھ دی ہے۔ میں نے تمہارے لیے کھانے پینے وغیرہ میں تمہاری لذت کو نہیں رکھا اور میں نے تمہیں ان چیزوں پر خود قوت بھی بخشی ہے اور میں نے زمین میں زینت، شہوت، لذت، گناہ اور محارم رکھ دیئے ہیں اور یہ بندۂ خدا ان تمام چیزوں سے فقط میری وجہ سے اجتناب کرتا رہا۔ اس نے میرے حکم کو اپنی خواہش پر ترجیح دی ہے، اس نے میری رضا اور محبت کو ترجیح دی ہے، تم میں سے جو حضرت ادریس کی جگہ پہنچنا چاہتا ہے وہ زمین پر اتر جائے، وہ حضرت ادریس جیسی میری عبادت کرے اور ادریس جیسے نیک اعمال کرے۔ اگر وہ ادریس جیسا عمل کرے گا تو میں اسے ادریس کی جگہ داخل کروں گا اور اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس پر ظالمین کا ٹھکانا لازم ہوگا۔ ملائکہ نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہم ثواب کے متلاشی ہیں، ہم سزا نہیں چاہتے، ہم اپنے مکان و مرتبہ پر راضی ہیں جو تو نے ہمیں بخشا ہے اور ہم اس فضیلت پر شاداں وفرحان ہیں جو تو نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔

تین فرشتے ہاروت و ماروت اور ایک فرشتہ زمین پر آنے کے لیے راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اگر تم اس پر جمع ہو گئے ہو تو اس سے بچو، میں تمہیں، سب سے بڑے گناہ جو میرے نزدیک چار ہیں، ان کے علاوہ جو تم گناہ کرو گے، وہ میں تمہارے معاف کر دوں گا اور اگر تم وہ چار گناہ کرو گے تو میں تمہیں معاف نہیں فرماؤں گا، فرشتوں نے پوچھا وہ گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا، کسی بت کی پوجا نہ کرنا، کسی کا ناحق خون نہ بہانا، شراب نہ پینا اور کسی حرام عورت سے بدکاری نہ کرنا پس وہ فرشتے یہ تمام احکامات لے کر زمین پر اتر آئے۔ وہ زمین پر اسی طرح تھے جس طرح ادریس تھے، وہ چار دن سیاحت کرتے اور تین دن لوگوں کو نیکی کی تبلیغ کرتے اور انہیں عبادت الٰہی اور اطاعت الٰہی کی دعوت دیتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زہرہ نامی عورت کے ساتھ مبتلا کر دیا۔ وہ خوبصورت ترین عورت تھی۔ جب فرشتوں نے اسے دیکھا تو فریفتہ ہو گئے۔ چونکہ اس کی رسوائی پہلے ہی علم الٰہی میں موجود تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کر لیا تھا تو وہ سب احکامات اور اپنا منصب بھول گئے اور زہرہ سے خواہش نفس کا اظہار کر بیٹھے۔ زہرہ نے کہا تمہاری خواہش پوری ہو گی لیکن میرا خاوند ہے، میں تمہاری خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتی جب تک کہ تم میرے خاوند کو قتل نہیں کر دیتے، میں اس طرح تمہارے ساتھ ہو جاؤں گی۔ فرشتے ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے خون ریزی نہیں کرنی اور کسی حرام عورت سے بدکاری نہیں کرنی۔ لیکن ایسا کرنے کے بعد ان تمام گناہوں سے توبہ کر لیں گے۔ جب تیسرے فرشتے نے فتنہ کو محسوس کیا تو اسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کے ذریعے اس سارے عمل سے بچا لیا۔ وہ آسمان میں چلا گیا اور برائی سے بچ گیا۔ ہاروت و ماروت زمین پر ٹھہرے رہے، کیونکہ ان کی تقدیر میں یہ عمل لکھا جا چکا تھا۔ پس ہاروت و ماروت نے زہرہ کے خاوند پر سختی کی اور اسے قتل کر دیا۔ جب انہوں نے زہرہ سے قربت کا ارادہ کیا تو اس نے کہا میرا ایک بت ہے جس کی میں عبادت کرتی ہوں، میں اس کی نافرمانی کو ناپسند کرتی ہوں۔ اگر تمہارا ارادہ ہے تو اس کو ایک سجدہ کرو، فتنہ نے انہیں اس کی طرف بھی دعوت دے دی۔ ایک نے دوسرے سے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم خون ریزی نہ کریں، کسی حرام عورت سے بدکاری نہ کریں لیکن ہم یہ سارے عمل کرنے کے بعد توبہ کر لیں گے۔ انہوں نے بت کو بھی سجدہ کر لیا۔ جب پھر وہ زہرہ کے قریب جانے لگے تو اس نے کہا میری اب ایک خواہش باقی رہ گئی ہے۔ ہاروت و ماروت نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس ایک مشروب ہے، میرے لیے زندگی میں سارا لطف اسی سے ہے۔ فرشتوں نے کہا وہ کیا ہے؟ زہرہ نے کہا وہ شراب ہے۔ فتنہ نے انہیں اس کے ارتکاب پر برانگیختہ کیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم شراب نہ پئیں۔ دوسرے نے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم خون ریزی نہ کریں، ہم کسی حرام عورت سے بدکاری نہ کریں لیکن ہم یہ سب کچھ کرنے کے بعد توبہ کر لیں گے، پس دونوں نے شراب کے جام بھی چڑھا لیے۔ اب جب انہوں نے زہرہ کی قربت کا ارادہ کیا تو اس نے کہا اب صرف میری ایک خواہش باقی ہے، انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا تم مجھے وہ ذکر سکھا دو جس کے ذریعے تم آسمان پر چڑھتے ہو، فرشتوں نے وہ بھی اسے سکھا دیا، جب زہرہ نے وہ ذکر پڑھا تو وہ آسمان پر چڑھ گئی۔ جب آسمان پر پہنچی تو ستارہ بنا دی گئی۔ جب وہ فرشتے ابتلاء میں ڈالے گئے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہوئے تو آسمان کے دروازے ان پر بند کر دیئے گئے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ آسمان پر خطا کار داخل

نہیں ہوسکتا۔ جب انہیں آسمان میں داخل ہونے سے روکا گیا تو انہیں پتہ چلا کہ وہ تو آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کیے گئے تھے۔ وہ بارگاہ الٰہی میں روئے، گڑگڑائے، تضرع وزاری کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم دونوں پر میری ناراضگی اتر چکی ہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی وجہ سے تم میری ناراضگی کے مستحق ہو چکے ہو۔ تم میرے ملائکہ کے ساتھ اطاعت وعبادت میں رہتے تھے حتی کہ تم نے جو کیا ہے۔ اس کی وجہ سے تم میری ناراضگی کے مستحق ہو چکے ہو۔ تم میرے ملائکہ کے ساتھ اطاعت وعبادات میں رہتے تھے حتی کہ تم نے نافرمانی کی اور میری معیت اور حکم عدولی کی وجہ سے اس منزل پر پہنچ گئے ہو۔ اب تم چن لو، چاہو تو دنیا کا عذاب پسند کرلو، چاہو تو آخرت کا عذاب لے لو، فرشتوں نے جان لیا کہ دنیا کا عذاب جتنا بھی طویل ہو بالآخر اس نے ختم ہو جانا ہے لیکن آخرت کے عذاب کے لیے تو زوال وانقطاع ہے ہی نہیں۔ پس انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کر لیا، پس وہ دونوں فرشتے بابل کے کنویں میں زنجیروں سے الٹے لٹکائے گئے ہیں۔ وہ قیامت تک اسی طرح رہیں گے۔

امام بن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت داؤد ابی ہند رحمہ اللہ کے طریق سے بعض صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ملک الموت، حضرت ادریس علیہ السلام کے دوست تھے تو ایک دن انہیں حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت! تو مجھے مار دے اور مجھے دکھا کہ موت کیسی ہے؟ ملک الموت نے کہا سبحان اللہ! اے ادریس! آسمانوں اور زمین والے موت سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور تم مجھ سے سوال کر رہے ہو کہ میں تجھے دکھاؤں کہ موت کیسی ہے؟ حضرت ادریس نے فرمایا: میں وہ دیکھنا چاہتا ہوں، جب حضرت ادریس علیہ السلام نے اصرار کیا تو ملک الموت نے کہا اے ادریس! میں تیری طرح حکم کا پابند عبد ہوں، مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔ راوی فرماتے ہیں: ملک الموت اوپر گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا رب تیرے بندے نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں اسے موت دکھاؤں کہ وہ کیسی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے موت دے دے، ملک الموت نے کہا اے ادریس! ساری مخلوق موت سے بھاگتی ہے۔ حضرت ادریس نے فرمایا تو مجھے موت دکھا، جب حضرت ادریس کا وصال ہو گیا تو اب ملک الموت ان کی روح لوٹا نہیں سکتے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا رب! ادریس علیہ السلام جس کیفیت میں ہیں تو دیکھ رہا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی روح لوٹا دی، پھر جتنا اللہ نے چاہا، آپ زندہ رہے۔ پھر آپ نے ملک الموت سے کہا: مجھے جنت میں لے جا، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں، ملک الموت نے کہا: ادریس! میں تو تیری طرح عبد مملوک ہوں، مجھے کسی امر کا اختیار نہیں ہے، حضرت ادریس نے اصرار کیا، تو ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزارش کی یا رب! تیرا بندہ ادریس مجھ پر اصرار کر رہا ہے، اس نے مجھ سے جنت دکھانے کا مطالبہ کیا ہے، میں نے اسے عرض کیا ہے کہ میں تو تمہاری طرح حکم کا بندہ ہوں، مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے جنت میں داخل کر دے۔ حضرت ملک الموت نے کہا اللہ تعالیٰ جو حضرت ادریس کے متعلق جانتے تھے میں نہیں جانتا تھا۔ پس ملک الموت نے آپ کو اٹھایا اور جنت میں پہنچا دیا۔ آپ وہاں ٹھہرے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ ملک الموت نے کہا: اب باہر چلیے۔ حضرت ادریس نے کہا نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى (الصافات: 59) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ (الحجر) پس میں تو نہیں نکلوں گا۔ ملک الموت نے کہا یا رب! تو سن رہا ہے جو

تیرا بندہ ادریس کہہ رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ سچ کہہ رہا ہے وہ تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پس تم خود جنت سے باہر چلے جاؤ اور میرے بندے کو یہاں رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ادریس پہلے وہ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا، آپ نیک اعمال کرتے تھے تو تمام لوگوں کے اعمال کے نصف کے برابر آپ کا عمل بلند ہوتا تھا پھر ایک فرشتہ آپ سے محبت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے اس فرشتے نے آپ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، تو اسے اجازت مل گئی، وہ فرشتہ آپ کے پاس آیا اور آپ کی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت تھی اس کا تذکرہ کیا، حضرت ادریس نے فرمایا: اے فرشتے! مجھے بتا میری کتنی عمر باقی ہے تا کہ میں عمل اور زیادہ کوشش کروں؟ فرشتے نے کہا اے ادریس! اس کے متعلق تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، حضرت ادریس نے کہا کیا تو یہ قدرت رکھتا ہے کہ تو مجھے آسمان پر لے جائے تا کہ میں اللہ کے ملک میں دیکھ لوں (کہ میری کتنی عمر باقی ہے) تا کہ میں عمل میں مزید کوشش کروں؟ فرشتے نے کہا نہیں۔ مگر یہ کہ میں تیری سفارش کر سکتا ہوں، پس سفارش کی گئی تو اسے حکم مل گیا۔ فرشتے نے آپ کو اپنے پروں کے اوپر اٹھایا اور وہ آپ کو اوپر لے گیا حتیٰ کہ جب چھٹے آسمان پر پہنچے تو ملک الموت نے اللہ کے حکم کے مطابق اترتے ہوئے استقبال کیا، حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت! کہاں کا ارادہ ہے؟ ملک الموت نے کہا میں نے ادریس کی روح قبض کرنی ہے۔ پوچھ، تجھے اس کی روح کہاں قبض کرنے کا حکم ہے؟ ملک الموت نے کہا چھٹے آسمان میں۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریس کو دیکھ رہا تھا کہ آپ اپنے پاؤں کو حرکت دے رہے تھے اور وصال فرما گئے، تو اس فرشتے نے انہیں چھٹے آسمان میں ہی رکھ دیا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾

"یہ وہ (مقدس ہستیاں) ہیں جن پر انعام فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء (کرام کے زمرہ) سے، یہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور بعض ان کی اولاد جن کو ہم نے سوار کیا تھا (کشتی میں) نوح کے ساتھ اور بعض ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور چن لیا۔ جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے رحمٰن کی آیتیں تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور (زاروقطار) روتے ہوئے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ انبیائے کرام کے نام ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے، آدم علیہ السلام کی اولاد سے ادریس اور نوح علیہما السلام تھے اور نوح علیہ السلام کے ساتھ جو کشتی میں سوار کیے گئے وہ ابراہیم تھے اور ابراہیم کی اولاد اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہ السلام ہیں اور اسرائیل کی

اولاد سے موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَاجْتَبَيْنَا کا معنی خلصنا روایت کیا ہے جس کا مطلب ہے ہم نے چن لیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس تشریف لائے اور عبید بن عمیر کے پاس کھڑے ہو گئے جب کہ وہ آیات بیان کر رہے تھے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (مریم) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ (مریم:54) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ ابن عباس نے فرمایا وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ (ابراہیم:5) ان کی تعریف کر جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے البکاء میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سورۂ مریم کی تلاوت کی اور سجدۂ تلاوت کیا پھر فرمایا یہ سجدہ تو ہو گیا لیکن رونا کہاں ہے۔(1)

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝٥٩ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۝٦٠ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝٦١ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ۝٦٢ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝٦٣ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝٦٤ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝٦٥

”پس جانشین بنے ان کے بعد وہ ناخلف جنہوں نے ضائع کیا نمازوں کو اور پیروی کی خواہشات (نفسانی) کی سو وہ دوچار ہوں گے اپنی نافرمانی (کی سزا) سے۔ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ سدا بہار چمن کا وعدہ (خداوند) رحمٰن نے اپنے بندوں سے غیب میں کیا ہے یقیناً اس کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ نہیں سنیں گے جنت میں کوئی لغو بات بجز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت

سلامت رہو کی دعا ئیہ صدا اور انہیں ان کا رزق ملے گا وہاں ہر صبح وشام۔ یہ وہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے اپنے بندوں سے (صرف) اس کو جو متقی ہوگا۔ اور (جبرائیل! میرے نبی سے کہو) ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے، اسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا۔ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سو اس کی عبادت کرو اور ثابت قدم رہو اس کی عبادت پر، کیا تم جانتے ہو کہ اس کا کوئی ہم مثل ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے کہ **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** سے مراد یہود ونصاری ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اس امت کے لوگ ہیں جو راستوں پر جانوروں کی طرح سر عام بدکاری کرتے ہیں، نہ لوگوں سے حیا کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ** کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ صورت حال قیام قیامت کے قریب واقع ہوگی، زانی لوگ گلیوں میں بدکاری کریں گے۔

ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ **اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ** کا مطلب **تَرَكُوا الصَّلٰوةَ** (نماز چھوڑ دی ہے)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نماز کا ضیاع اس کا ترک کرنا نہیں کیونکہ انسان کسی شے کو ضائع کرتا ہے لیکن اسے چھوڑتا نہیں ہے لیکن اِضَاعَة کا مطلب نماز کو وقت پر ادا نہ کرنا ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابراہیم سے **اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ** کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے وقت پر نماز ادا نہ کی۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا ہے۔ اگر وہ بالکل چھوڑ دیں تو یہ کفر ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہما اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت عبد بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نماز کی اضاعة نماز کا ترک نہیں ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نماز کے اوقات کو ضائع کیا۔

ابن ابی حاتم نے کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں تورات میں منافقین کی یہ صفات پڑھتا ہوں، قہوے پینے والے، شہوات کو بیچنے والے، دوشیزاؤں کو لعنت کرنے والے، عشاء کی نماز سے سونے والے، صبح کے وقت میں کوتاہی کرنے والے، نمازوں کو چھوڑنے والے، جمعوں کو ترک کرنے والے۔ پھر یہ آیت پڑھی: **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن الاشعث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو دل دنیا کی شہوات سے معلق ہیں وہ مجھ سے محروم ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے اور ایک دوسرے شخص نے غسل کیا، ہمیں عمر بن خطاب نے دیکھ لیا، ہم میں ہر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حضرت عمر نے

فرمایا مجھے اندیشہ ہے، کہ تم ہی وہ ناخلف لوگوں سے ہو جن کا ذکر قرآن نے فرمایا ہے: **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** الخ۔(1)

احمد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم، انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے یہ آیت **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** الخ تلاوت فرمائی اور فرمایا: ایسے لوگ ساٹھ سال کے بعد ہوں گے پھر ایسے خلف (ظاہراً نیک لوگ) آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے سینوں سے آگے تجاوز نہیں کرے گا۔ قرآن کو تین شخص پڑھتے ہیں: مومن، منافق اور فاجر۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری نسل میں اہل کتاب اور اہل اللبین ہلاک ہوں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اہل اللبین سے کون مراد ہیں؟ فرمایا جو لوگ شہوات کی اتباع کرتے ہیں اور نمازوں کو ضائع کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ وہ صدقہ کے مستحق لوگوں کو صدقہ بھیجا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں: صدقہ میں سے کسی بربری اور بربریہ کو نہ دو کیونکہ میں خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ وہ خلف ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** الخ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو غصہ کی وجہ سے قتل کریں گے اور فیصلوں میں رشوت لیں گے، نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے، ان کے لیے جھنڈا واپس نہیں کیا جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ کیا وہ مومن ہیں؟ فرمایا وہ ایمان کے ساتھ پڑھتے ہوں گے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے **فَسَوۡفَ یَلۡقَوۡنَ غَیًّا** کے تحت **غَیًّا** کا مطلب خسارہ روایت کیا ہے۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: الغی جہنم ایک گہری نہر یا وادی ہے جو انتہائی گہری ہے، اس کا ذائقہ بڑا برا ہے، اس میں ان لوگوں کو پھینکا جائے گا جو شہوات کی اتباع کرتے ہیں۔(4)

ابن المنذر اور بیہقی نے البعث میں البراء بن عازب سے روایت کیا ہے کہ الغی جہنم کی ایک گہری اور بدبودار وادی ہے۔

امام ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دس اوقیہ وزن کی کنکری جہنم کی کنارے سے پھینکی جائے تو وہ اس کی گہرائی میں ستر سال میں پہنچے گی پھر وہاں سے غی اور اثام میں پہنچے گی۔ میں نے عرض کی (یا رسول اللہ!) غی اور اثام کیا ہیں فرمایا جہنم

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 162 (7789)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 406 (3416)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، (3417) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16 صفحہ 117

کے نیچے دو نہریں ہیں جن میں دوزخیوں کی پیپ بہتی ہے اور ان دونوں کا ذکر قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے: فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا (الفرقان)(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت نہشل عن ضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غی جہنم میں ایک وادی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ غی جہنم میں ایک نہر ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت شقی بن ماتع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم میں ایک وادی ہے جسے غی کہا جاتا ہے اس میں خون اور پیپ بہتی ہے۔ یہ ان کے لیے ہے جن کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے غَيًّا کا معنی وادی روایت کیا ہے، اِلَّا مَنْ تَابَ یعنی جس نے گناہوں سے توبہ کرلی، وَاٰمَنَ اور اپنے رب پر ایمان لایا۔ وَعَمِلَ صَالِحًا اس نے وہ عمل صالح کیا جو اس کے اور اللہ کے درمیان تھا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا یعنی وہ جنت میں باطل بات نہیں سنیں گے۔

امام عبد بن حمید، ہناد، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جنت میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ نہیں کریں گے۔ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا فرمایا اس میں انہیں رزق صرف صبح و شام نہیں ملے گا بلکہ صبح و شام کے کھانے کی طرح جس وقت چاہیں گے انہیں رزق ملے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ان نیک بختوں کو آخرت میں اسی مقدار میں صبح و شام کا کھانا دیا جائے گا جتنا کہ انہیں دنیا میں دیا گیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الولید بن مسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زہیر بن محمد سے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جنت میں نہ رات ہے نہ سورج ہے اور نہ چاند ہے، جنتی ہمیشہ نور میں رہیں گے۔ ان کے لیے دن اور رات کی مقدار ہوگی۔ وہ رات کی مقدار کو پردوں کے لٹکانے اور دروازوں کے بند کرنے کے ساتھ پہچانیں گے اور دن کی مقدار کو پردوں کے اٹھانے اور دروازوں کو کھولنے کے ساتھ پہچانتے ہوں گے۔(2)

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابان عن الحسن وابی قلابہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جنت میں رات ہے؟ فرمایا تجھے کس چیز نے اس سوال پر ابھارا؟ اس نے عرض کی: میں نے اللہ کی کتاب سے سنا ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا میں نے بُكْرَةً وَّعَشِيًّا سے رات مراد لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہاں کوئی رات نہیں ہے، وہاں روشنی اور نور ہے۔ صبح کو شام پر اور شام کو صبح پر لوٹایا جائے گا۔ ان (جنتیوں) کے پاس دنیا میں جن نمازوں کے اوقات میں وہ نماز پڑھتے تھے ان اوقات میں اللہ کی طرف سے تحائف آئیں گے اور فرشتے ان پر سلام کریں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 119

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عربوں کے زمانہ میں صرف ایک ہی کھانا ہوتا تھا، جو دو وقت کا کھانا کھاتا تھا اسے کہا جاتا تھا کہ وہ ناعم (نعمتوں والا) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رزق کی رغبت دلانے کے لیے یہ ارشاد فرمایا وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص صبح و شام کھانا کھاتا تھا اسے نعمتوں والا کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے متعلق فرمایا: وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی صبحوں میں سے کوئی صبح نہیں۔ جب کہ جنت میں ہر لحہ صبح ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ولی کے پاس اس میں آہو چشم حوروں میں سے ایک بیوی بھیجی جائے گی۔ ان میں سے ادنیٰ وہ ہوگی جو زعفران سے پیدا کی گئی ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ میں نُوْرِثُ کو نون کے ساتھ اور واؤ کی تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا مگر جنت میں اس کے لیے گھر اور بیویاں ہوں گے، جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مومن کو کفار کی منازل سے اتنی اتنی منزلیں عطا فرمائے گا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے مِنْ عِبَادِنَا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے مَنْ كَانَ تَقِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ جو موحد ہوگا۔

امام احمد، بخاری، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے فرمایا: تمہیں کون سا امر مانع ہے کہ تو ہماری کثرت سے زیارت نہیں کرتا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الخ (1)۔

ابن المنذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے یہ زائد ذکر کیا ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جواب تھا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی جگہیں اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور کون سی جگہیں اسے مبغوض ہیں۔ فرمایا میں نہیں جانتا حتی کہ جبرئیل سے پوچھ لوں، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے دیر لگا دی۔ فرمایا (اے جبرئیل) تو نے دیر لگا دی حتی کہ میں نے گمان کیا کہ میرا رب مجھ پر ناراض ہو گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چالیس دن بعد آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم تشریف نہیں لائے حتی کہ میں تمہارا انتہائی مشتاق ہو گیا تھا، جبرئیل نے عرض کی مجھے بھی آپ کی ملاقات کا اشتیاق تو تھا لیکن میں حکم الٰہی کا پابند ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 512 (3158)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 120

فرمایا میرے محبوب سے کہہ دے کہ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے کہ جبرئیل مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف نہ لائے حتی کہ آپ پریشان ہوگئے اور آپ پر یہ کیفیت بڑی گراں ہوگئی، آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو حضرت خدیجہ نے فرمایا شاید تیرے رب نے تجھے چھوڑ دیا ہے یا تجھ سے ناراض ہوگیا ہے، پس اس وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾ (الضحیٰ) فرمایا اے جبرئیل! بڑی دیر لگا دی حتی کہ میرا گمان درست نہ رہا۔ جبرئیل نے کہا وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل بارہ راتیں سرکار کے پاس تشریف نہ لائے۔ جب تشریف لائے تو فرمایا جبرئیل تو نے دیر لگا دی حتی کہ مشرکین ہر قسم کا گمان کرنے لگے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پیغامات کے آنے میں رسول اللہ ﷺ پر دیر ہوگئی تو پھر جبرئیل تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل! تجھے کس چیز نے روکا تھا۔ اس نے کہا ہم تمہارے پاس کیسے آتے جب کہ تم اپنے ناخن نہیں کاٹتے اور اپنی انگلیوں کے جوڑ صاف نہیں کرتے اور اپنی مونچھیں نہیں کٹواتے اور مسواک نہیں کرتے اور یہ آیت تلاوت کی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف نہ لائے تو رسول اللہ ﷺ کو اس سے بہت تکلیف اور پریشانی ہوئی پھر جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔ اس آیت میں مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا سے مراد دنیا ہے اور وَمَا خَلْفَنَا سے مراد آخرت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے بھی مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا سے مراد دنیا اور وَمَا خَلْفَنَا سے مراد آخرت نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا سے مراد امر آخرت ہے اور وَمَا خَلْفَنَا سے مراد امر دنیا ہے اور وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ سے مراد دنیا و آخرت کا درمیانی عرصہ ہے۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ سے مراد دونوں صوروں کے درمیان کا عرصہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا یعنی اے محمد! ﷺ تیرے رب کی یہ شان نہیں کہ وہ تجھے فراموش کردے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، البزار، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور حاکم رحہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ مرفوع روایت فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں کوئی اظہار نہیں فرمایا وہ عافیت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے عافیت کو قبول کرو، اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بھولا نہیں ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 121
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8-407 (3419)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر اور پوستین بنانے والوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس کے متعلق کچھ اظہار نہیں فرمایا وہ ان چیزوں میں ہے جن کو اس نے معاف فرمایا۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا کے تحت روایت فرمایا ہے: هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا یعنی کیا تو اپنے رب کی کوئی مثال اور شبیہ جانتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے جسے رحمٰن کہا جاتا ہو۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے محمد! ﷺ کیا آپ اپنے الٰہ کی کوئی اولاد جانتے ہیں؟۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا کا مجھے مطلب بتائیں تو ابن عباس نے فرمایا: کیا تو اس کا کوئی بیٹا جانتا ہے، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا:

أَمَّا السَّمِيُّ فَأَنْتَ مِنْهُ مُكْثِرٌ وَالْمَالُ مَالٌ يَغْتَدِيْ وَيَرُوْحُ

''اولاد کے اعتبار سے تو اس سے زیادہ ہے مال تو وہ ہے جو صبح وشام کھاتا ہے''۔

وَ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ۝٦٦ اَوَ لَا یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ یَكُ شَیْــٴًـا ۝٦٧ فَوَ رَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ۝٦٨ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ۝٦٩ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِیًّا ۝٧٠ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۝٧١ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا ۝٧٢ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا ۙ اَیُّ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 129 (7115)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 123

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 407 (3420)

الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ
هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ
الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا
السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضْعَفُ جُندًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيدُ
اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ
ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا
وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ
سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾

''اور انسان (از راہ انکار) کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو مجھے پھر زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ کیا یاد نہ رہا انسان کو کہ ہم نے ہی پیدا کیا اسے اس سے پہلے حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ سو (اے محبوب!) تیرے رب کی قسم! ہم جمع کریں گے انہیں بھی اور شیطانوں کو بھی پھر حاضر کریں گے ان سب کو جہنم کے اردگرد کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔ پھر ہم (چن چن کر) الگ کر دیں گے ہر گروہ سے ان لوگوں کو جو (خداوند) رحمٰن کے سخت نافرمان تھے۔ پھر ہم ہی خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو زیادہ مستحق ہیں اس آگ میں تپائے جانے کے۔ اور تم سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کا گزر دوزخ پر ہوگا۔ یہ آپ کے رب پر لازم ہے (اور اس کا) فیصلہ ہو چکا ہے۔ پھر ہم نجات دیں گے پرہیز گاروں کو اور رہنے دیں گے ظالموں کو دوزخ میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں وضاحت سے تو کافر کہتے ہیں ایمان والوں سے (یہ تو بتاؤ) ہم دونوں گروہوں میں سے کس کی رہائش گاہ آرام دہ ہے اور کس کی نشست گاہ خوب صورت ہے۔ اور (ان احمقوں نے یہ نہ سوچا) کہ کتنی قومیں ان سے پہلے تھیں جن کو ہم نے برباد کر دیا وہ ساز و سامان اور ظاہری سج دھج میں (ان سے) بہتر تھیں۔ آپ فرمایئے جو گمراہی میں (مگن) ہو تو ڈھیل دیئے رکھتا ہے اسے رحمٰن لمبی ڈھیل یہاں تک کہ جب دیکھیں گے وہ چیز جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی عذاب یا قیامت تو اس وقت انہیں پتہ چلے گا کہ کون مکان کے لحاظ سے برا اور لشکر کے اعتبار سے کمزور ہے۔ اور زیادہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں (کے نور) ہدایت کو اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور انہیں کا انجام اچھا ہے۔ کیا آپ نے دیکھا اس کو جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور کہنے لگا کہ مجھے ضرور ضرور

دیا جائے گا مال اور اولاد۔ (اس لاف زنی کی وجہ کیا ہے) کیا وہ آگاہ ہو گیا ہے غیب پر یا لے لیا ہے اس نے (خداوند) رحمٰن سے کوئی وعدہ۔ ہرگز ایسا نہیں ہم لکھ لیں گے جو یہ کہہ رہا ہے اور لمبا کر دیں گے اس کے عذاب کو خوب لمبا کرنا''۔

امام ابن المنذر رنے ابن جریج سے وَيَقُولُ الْإِنسَانُ کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان سے مراد عاص بن وائل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَسَوْفَ أُخْرَجُ کو الف کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے اور أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ یاء کے نصب اور کاف کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جِثِيًّا کا مطلب قُعُودًا (بیٹھے ہوئے) روایت کیا ہے اور عِتِيًّا کا معنی معصیت روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عِتِيًّا کا معنی عِصِيًّا (نافرمانی کرنے والا) روایت کیا ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں نبی کریم ﷺ نے عِتِيًّا اور جِثِيًّا کو کیسے پڑھا۔ اور یہ دونوں عین اور جیم کے ضمہ کے ساتھ ہیں۔(2)

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں اور بیہقی نے البعث میں حضرت عبد اللہ بن باباہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گویا تمہیں جہنم کے قریب ایک ٹیلہ نما اونچی جگہ پر گھٹنوں کے بل بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عِتِيًّا کو عین کے ضمہ کے ساتھ جِثِيًّا کو جیم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور صلیا کو صاد کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جِثِيًّا کا مطلب کھڑا ہونا ہے۔

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَنَنزِعَنَّ کا معنی لَنُبْدِيَنَّ روایت کیا ہے (ہم ظاہر کریں گے)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ الآیہ یعنی ہر دین والوں کے قائدین اور شریر سرداروں کو چن چن کر نکالیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا کے تحت روایت کا ہے کہ ہر گروہ سے ہم الگ کر دیں گے ان لوگوں کو جو دنیا میں خداوند رحمٰن کے سخت نافرمان تھے۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ یعنی یکے بعد دیگرے جرم کے اعتبار سے جو بڑے بڑے ہوں گے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے اور پچھلے سب جمع کیے جائیں گے۔ جب ان کی تعداد مکمل ہو جائے گی تو پھر جس کا جرم بڑا ہو گا پہلے اسے اٹھایا جائے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی فَوَرَبِّكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 125، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 267 (2962)، دارالکتب العلمیہ بیروت

لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ فرماتے ہیں ہر قوم سے جو رحمٰن کا زیادہ نافرمان اور کفر کرنے والا ہوگا اسے نکالیں گے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہنے کے زیادہ مستحق ہیں۔

امام الحرث بن ابی اسامہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین چمڑے کی طرح پھیلا دی جائے گی اور اس کی وسعت میں اتنا اتنا اضافہ کیا جائے گا۔ تمام لوگ ایک ہی میدان میں ہوں گے، جن و انس اکٹھے ہوں گے۔ اس دن آسمان دنیا کو زمین پر اتارا جائے گا اور اہل آسمان، اہل زمین سے کئی گناہ زیادہ ہوں گے۔ وہ زمین پر پھیلیں گے تو اہل زمین ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے کیا تم میں ہمارا رب ہے؟ وہ ان کی اس بات سے گھبرا جائیں گے اور کہیں گے ہمارا پروردگار پاک ہے ہر نقص اور عیب سے۔ ہم میں وہ نہیں ہے۔ وہ آنے والا ہے۔ پھر دوسرے آسمان والوں کو زمین پر مسلط کیا جائے گا۔ دوسرے آسمان والے آسمان دنیا والوں اور تمام زمین والوں یعنی جن و انس سے ڈبل ہوں گے۔ جب وہ زمین پر پھیلیں گے تو اہل زمین گھبرائے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے جناب کیا تم میں تمہارا رب ہے؟ وہ ان کی اس بات سے گھبرا جائیں گے اور کہیں گے پاک ہے ہمارا پروردگار! وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ آنے والا ہے۔ پھر ہر آسمان والوں کا اسی طرح فیصلہ کیا جائے گا۔ جب تمام آسمان والے نیچے آجائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد نیچے والے آسمان والوں سے اور تمام اہل زمین سے ڈبل ہوگی۔ پھر جب زمین پر وہ بکھر جائیں گے تو اہل زمین گھبرائے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے جس طرح انہوں نے پہلے آسمان والوں سے پوچھا اور وہ آسمان والے بھی اسی طرح جواب دیں گے جس طرح پہلے آسمان والوں نے دیا حتی کہ ساتویں آسمان والوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور ساتویں آسمان والے پہلے آسمان والوں سے زیادہ ہوں گے اور تمام اہل زمین سے بھی ڈبل ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق آئے گا اور امتیں گھٹنوں کے بل صفوں میں ہوں گی۔ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: اس دن تم جان لو گے کہ ٹیلے والے کون ہیں، اللہ تعالیٰ کی ہر حال میں حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں، پس وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر وہ جنت کی طرف چلے جائیں گے، پھر دوسری ندا دے گا: تم اس دن اصحاب کرم کو جان لو گے۔ کہاں ہیں وہ جن کے پہلو اپنے بستروں سے جدا ہوتے تھے، اپنے رب کو خوف اور امید کی حالت میں پکارتے تھے اور ہم نے جو انہیں رزق دیا تھا اس سے خرچ کرتے تھے (السجدہ: 16) پس وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر تیسری مرتبہ ندا آئے گی، لوگ جان لیں گے کہ اصحاب کرم کون ہیں، کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں ان کی تجارت اور بیع اللہ کے ذکر اور نماز کے قائم رکھنے اور زکاۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی تھی وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں دل اور آنکھیں پھر جائیں گے (النور: 37) وہ بھی کھڑے ہوں گے اور جنت میں چلے جائیں گے۔ جب یہ تینوں گروہ نکال لیے جائیں گے تو

آگ سے ایک گردن نکلے گی۔ وہ تمام مخلوق کو دیکھے گی۔ اس کی دو آنکھیں اور ایک فصیح زبان ہوگی، وہ کہے گی مجھے تین شخصوں پر مسلط کیا گیا ہے: ہر جابر اناڑی پر، پس وہ اسے اس طرح اچک لے گی جیسے پرندہ تل کے دانے کو اچک لیتا ہے پھر وہ انہیں جہنم میں بند کر دے گی۔ پھر وہ دوبارہ نکلے گی اور کہے گی میں ہر اس شخص پر مسلط کی گئی ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ پس وہ ایسے لوگوں کو اس طرح صفوں سے اچک لے گی جیسے پرندہ تل کا دانہ اچک لیتا ہے۔ پھر وہ انہیں جہنم میں بند کر دے گی۔ پھر وہ تیسری مرتبہ نکلے گی اور کہے گی مجھے اصحاب تصاویر پر مسلط کیا گیا ہے۔ پھر انہیں صفوں سے اٹھا لے گی اس طرح کہ جس طرح پرندہ تل کا دانہ اٹھا لیتا ہے۔ پھر انہیں بھی جہنم میں قید کر دے گی، جب ان میں سے تین تین پکڑے جائیں گے اور صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے، میزان رکھے جائیں گے تو اس کے بعد لوگوں کو حساب کے لیے بلایا جائے گا۔

امام احمد، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسمیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارا اختلاف ہوا جہنم پر وارد ہونے کے متعلق تو بعض نے کہا مومن وارد نہیں ہوگا، بعض نے کہا تمام لوگ وارد ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ متقین کو نجات دے گا، میری ملاقات جابر بن عبد اللہ سے ہوئی۔ میں نے ان کے سامنے یہ مسئلہ ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا میرے یہ کان بہرے ہو جائیں، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہو ہر نیکوکار اور فاجر جہنم پر وارد ہوگا، وہ مومن پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی، جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی حتی کہ آگ کی ٹھنڈک کی وجہ سے ان کی چیخیں نکل رہی ہوں گی ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا الخ۔ (1)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نافع بن الازرق اور ابن عباس کا جھگڑا ہوا۔ ابن عباس نے فرمایا ورود سے مراد دخول ہے۔ نافع نے کہا یہ معنی نہیں ہے۔ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ (الانبیاء) اور فرمایا وہ وارد ہوں گے یا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ (ہود:98) پھر فرمایا اس آیت کے مطابق وارد ہوں گے یا نہیں۔ میں اور تم سب داخل ہوں گے پھر دیکھ ہم اس سے نکلتے ہیں یا نہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا سے مراد یہ ہے کہ فاسق و فاجر سب داخل ہوں گے کیا تم نے یہ ارشاد ساعت نہیں فرمایا فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ (ہود) اسی طرح ارشاد ہے وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا "اور اس روز ہانک کر لائیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کچھ افراد نے عاص بن وائل سے قرضہ لینا تھا، وہ اس سے لینے کے لیے آئے تو اس نے کہا کیا تم کہتے نہیں ہو کہ جنت میں سونا، چاندی، ریشم اور ہر قسم کے پھل ہیں؟ صحابہ کرام نے کہا کیوں نہیں، وہاں تو یہ سب چیزیں ہیں۔ اس نے کہا پس تمہارے قرضے کی ادائیگی کا دن آخرت ہے، اللہ کی قسم! مجھے مال اور اولاد دی جائے گی اور مجھے تمہاری کتاب کی طرح کتاب دی جائے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 630 (8744)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 126

گی جیسی تم لاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا ۔۔۔ الآیات۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صحابہ کرام میں کسی آدمی کا ایک مشرک پر قرض تھا۔ وہ اس سے مانگنے کے لیے گیا تو اس نے کہا کیا اس شخص کے ساتھ نہیں ہے؟ صحابی نے کہا کیوں نہیں۔ میں اس (نبی کریم ﷺ) کے ساتھ ہوں۔ اس مشرک (عاص بن وائل) نے کہا کیا وہ تمہارا ساتھی کہتا نہیں ہے کہ تمہارے لیے، جنت، دوزخ، اموال اور بیٹے ہوں گے۔ صحابی نے کہا کیوں نہیں انہوں نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس مشرک نے کہا میں تمہیں یہ قرض وہاں (جنت) میں ادا کروں گا۔ پس یہ آیات نازل ہوئیں اَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا (الآیات)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَطَّلَعَ الْغَيْبَ کے تحت روایت کیا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے غیب پر مطلع کیا ہے، یہ بھی اس کے لیے نہیں ہے یا کسی عمل صالح کی بنا پر اس نے رحمٰن سے عہد لے لیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یعنی کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے جس کی بنا پر وہ ایسا ہونے کی امید رکھتا ہے۔

وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

"اور ہم ہی وارث ہوں گے جو وہ کہتا ہے (یعنی اس کے مال و اولاد کے) اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔ اور انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا اور خدا کہ وہ ان کے لیے مددگار بنیں۔ ہرگز نہیں وہ جھوٹے خدا انکار کر دیں گے ان کی عبادت کا اور وہ (الٹے) ان کے دشمن ہو جائیں گے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ہم اس کے مال اور اولاد کے وارث ہوں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم اس کے مال اور اولاد کے وارث ہوں گے اور جس شخص نے یہ گستاخی کی تھی وہ عاص بن وائل تھا۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے ہم اس کے وارث ہوں گے اور ابن مسعود کی قرات میں (وَنَرِثُهٗ مَا عِنْدَهٗ) کے الفاظ ہیں۔ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا، نہ اس کے پاس مال ہوگا اور نہ اولاد ہوگی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابونہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ کو کاف کے ضمہ کے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 365، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ساتھ پڑھتے تھے اور بِعِبَادَتِهِمْ میں ضمیر کا مرجع بت ہیں یعنی وہ بت اس مشکل گھڑی میں مشرکین کی عبادت کا انکار کریں گے۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضِدًّا کا معنی اَعْوَانًا (مددگار) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قیامت کے روز ان کے بت دوزخ میں ہوں گے اور مشرکین پر آگ کو بھڑکانے میں مددگار ہوں گے یعنی ان کے بت ان سے جھگڑا کریں گے اور روز قیامت ان کی تکذیب کریں گے۔

عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ضِدًّا کا مطلب حسرت ہے یعنی وہ ان پر حسرت کا اظہار کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کافر اور ان کے بت دوزخ میں اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے سے برأت کا اظہار کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ ضِدًّا کا مطلب دشمن ہیں یعنی وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے الضد کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے حمزہ بن عبد المطلب کا یہ شعر پڑھا۔

وَاِنْ تَكُوْنُوْا لَهُمْ ضِدًّا تَكُنْ لَكُمْ ضِدًّا بِغَلْبَاءَ مِثْلِ اللَّيْلِ مَكْتُوْمِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾

”کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ ہم نے مسلط کر دیا ہے شیطانوں کو کفار پر وہ انہیں (اسلام کے خلاف) ہر وقت اکساتے رہتے ہیں۔ پس عجلت نہ کیجئے ان پر (نزول عذاب کے لیے) ہم گن رہے ہیں ان کے ایام زندگی کو اچھی طرح۔ وہ دن جب ہم اکٹھا کریں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کے حضور میں (معزز و مکرم مہمان بنا کر)۔ اور اس روز ہانک کر لائیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح۔ انہیں کوئی اختیار نہیں ہو گا شفاعت کا بجز ان کے جنہوں نے (خداوند) رحمٰن سے کوئی وعدہ لے لیا ہے“۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ شیطانوں کو کفار پر ہم مسلط کرتے ہیں جو انہیں پوری طرح اغوا کر لیتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَؤُزُّهُمْ کا مطلب یہ روایت کیا ہے کہ وہ شیاطین مشرکوں کو محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کرام کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَؤُزُّهُمْ اَزًّا کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ شیاطین انہیں مسلمانوں کے خلاف اس طرح اکساتے ہیں جیسے کتے کو شکار پر اکسایا جاتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: تَؤُزُّهُمْ اَزًّا یعنی وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر اکساتے رہتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ کا ارشاد اس طرح ہے جیسے یہ آیت کریمہ ہے وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ (زخرف) ''اور جو شخص (دانستہ) اندھا بنتا ہے رحمٰن کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے ایک شیطان پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے''۔

امام ابن الانباری نے الوقف میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے کہا کہ مجھے تَؤُزُّهُمْ اَزًّا کا مطلب بیان فرمائیں تو ابن عباس نے فرمایا وہ انہیں بھڑکاتے رہتے ہیں، اسی معنی میں یہ لفظ ایک شاعر نے استعمال کیا ہے:

حَكِیْمٌ اَمِیْنٌ لَا یُبَالِیْ بَخُبْلَةً اِذَا اَزَّهُ الْاَقْوَامُ لَمْ یَتَرَمْرَمِ

''وہ حکیم ہے امین ہے بخل کی پرواہ نہیں کرتا۔ جب قومیں اسے اکساتی ہیں تو وہ خاموش نہیں رہتا''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا یعنی دنیا میں جو وہ سانس لے رہے ہیں وہ شمار کیے ہوئے ہیں، ایسے جس طرح ان کے سال اور ان کی عمریں شمار کی ہوئی ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا ہے کہ ہم ان کی ہر چیز حتی کہ سانس بھی گن رہے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَفْدًا کا معنی رُكْبَانًا (یعنی سوار ہو کر) روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی بارگاہ میں اونٹوں پر سوار کر کے اکٹھا کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم انہیں عمدہ اونٹنیوں پر سوار کر کے رحمٰن کے حضور پیش کریں گے اور ان اونٹنیوں کے کجاوے زمرد، یاقوت کے ہوں گے اور جو رنگ چاہیں گے اسی کے ہوں گے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ الی الرحمٰن سے مراد رحمٰن کی جنت کی طرف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گے تو ان کی عزت کی جائے گی، انہیں نعمتیں بخشی جائیں گی، انہیں سلام پیش کیا جائے گا اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 365، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 146، بیروت

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ تین طریقوں پر جمع ہوں گے راغبین (رغبت کرنے والے) راہبین (خوف زدہ) اور ایک اونٹ پر دو اور ایک اونٹ پر تین، ایک اونٹ پر دس سوار ہوں گے۔ باقی تمام لوگوں کو آگ ہانک کر لے جائے گی۔ جہاں وہ دوپہر کو ٹھہریں گے، آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہرے گی اور جہاں وہ رات گزاریں گے آگ بھی ان کے ساتھ رات گزارے گی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! متقین کو اپنے قدموں پر نہیں لایا جائے گا اور انہیں ہانک کر بھی نہیں لایا جائے گا بلکہ انہیں جنت کی اونٹنیوں پر لایا جائے گا، جن کی مثل مخلوق نے دیکھی ہی نہیں ہوگی، ان کے کجاوے سونے کے ہوں گے، ان کی مہاریں زبرجد کی ہوں گی، متقین ان پر بیٹھیں ہوں گے حتی کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا اور فرمایا اللہ کی قسم! وہ قدموں پر نہیں آئیں گے اور انہیں ہانک کر بھی نہیں لایا جائے گا بلکہ انہیں جنت کی اونٹنیاں پیش کی جائیں گی۔ وہ اونٹنیاں ایسی ہوں گی کہ اس کی مثل مخلوق نے نہ دیکھی ہوں گی، ان کے اوپر کجاوے سونے کے ہوں گے اور ان کی مہاریں زبرجد کی ہوں گی، وہ ان پر سوار ہوں گے حتی کہ وہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وفد تو سواروں کے قافلہ کو کہتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب متقین قبور سے نکلیں گے تو ان کو ایسی سفید اونٹنیاں پیش کی جائیں گی جن کے پر ہوں گے اور ان پر سونے کے کجاوے ہوں گے، ان کی جوتیوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو چمک رہے ہوں گے ان کا ہر قدم حد نظر تک ہوگا وہ جنت کے دروازہ پر پہنچیں گے، اس کا سرخ یاقوت کا حلقہ ہے سونے کی تختیوں پر، وہاں جنت کے دروازے پر ایک جنت ہے جس کی اصل سے دو چشمے پھوٹتے ہیں۔ جب وہ ایک چشمہ سے پئیں گے تو ان کے پیٹوں میں جو غلاظت ہوگی وہ دھل جائے گی۔ وہ پھر دوسرے چشمے میں غسل کریں گے تو پھر کبھی ان کے بدن اور بال میلے نہ ہوں گے، وہ سونے کے تختے پر حلقہ کو ماریں گے اگر تو اس حلقہ کی آواز سنے۔ اے علی! ہر حور کو خبر پہنچ جائے گی کہ اس کا خاوند آگیا ہے۔ پس وہ تیزی نہیں کرے گی۔ وہ اپنے نگران کو بھیجے گی وہ اس کے لیے دروازہ کھولے گا۔ جب متقی اسے دیکھے گا تو اس کے لیے سجدہ میں گر جائے گا۔ وہ نگران اسے کہے گا سر اٹھا۔ میں تیرا نگران ہوں، مجھے تیرا معاملہ سپرد کیا گیا ہے، وہ متقی اس نگران کے پیچھے

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2390 (6157)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت

پیچھے چلے گا، پس حوراء جلدی نہیں کرے گی۔ وہ موتیوں اور یاقوت کے خیموں سے باہر آئے گی اور اس متقی کے گلے میں مل جائے گی۔ پھر کہے گی اے میرے محبوب! میں تجھ سے خوش ہوں، میں تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوں گی، میں نرم و نازک ہوں، کبھی سخت نہیں ہوں گی، میں ہمیشہ رہنے والی ہوں، مجھ پر کبھی موت نہیں آئے گی، میں مقیمہ ہوں کبھی سفر نہیں کروں گی، پس وہ متقی ایک ایسے مکان میں داخل ہو گا جس کی اونچائی ایک لاکھ ہاتھ کی ہوگی۔ وہ سرخ، سبز اور زرد موتیوں اور یاقوتوں کی چٹانوں پر بنایا گیا ہوگا، وہ موتی اور یاقوت ایک دوسرے کے مشابہ نہ ہوں گے۔ اس مکان میں ستر پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر ستر بستر ہوں گے، ان بستروں پر ستر بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر لباس ہوں گے۔ ان لباسوں کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ وہ متقی تمہاری ان راتوں کی مقدار ایک رات میں ان سے جماع کرے گا، متقین کے نیچے نہریں رواں ہوں گی، جاری نہریں اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ (محمد: 15) یعنی پانی کی ایسی نہریں جو صاف ہوں گی ان میں کسی قسم کا گدلا پن نہ ہو گا۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ (محمد: 15) یعنی دودھ کی ایسی نہریں ہوں گی جن کا ذائقہ متغیر نہ ہوگا، وہ دودھ جانوروں کی کھیریوں سے نہیں نکالا گیا ہوگا۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ (محمد: 15) وہ ایسی نہریں شراب کی ہیں جن کو مردوں نے اپنی قدموں کے ساتھ نہیں نچوڑا ہوگا۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (محمد: 15) یعنی وہ ایسی نہریں ہیں جن کا شہد، شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے نہیں نکالا ہوگا۔ پس پھل میٹھے ہوں گے، وہ متقی اگر چاہے تو کھڑے ہو کر کھائے چاہے تو بیٹھ کر کھائے۔ اگر وہ چاہے تو ٹیک لگا کر کھائے، متقی کو کھانے کا اشتیاق ہوگا تو اس کے پاس ایک پرندہ آئے گا جس کے پر سفید ہوں گے۔ وہ اس کے پہلوؤں سے جس رنگ میں چاہے گا کھائے گا پھر وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا اور کہے گا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ (الزمر: 73) تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن جعفر البجلی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو معاذ البصری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب متقین اپنی قبور سے باہر آئیں گے تو ان کو سفید اونٹنیاں پیش کی جائیں گی جن کے پر ہوں گے، ان کے اوپر سونے کے کجاوے ہوں گے۔ ان کے جوتوں کا تسمہ نور کا ہوگا جو چمک رہا ہوگا، ان کا ہر قدم حد نظر تک ہو گا۔ وہ اس درخت تک پہنچیں گے جس کی اصل سے دو چشمے نکلتے ہیں، وہ متقین ایک چشمہ سے پانی پئیں گے تو ان کے اندر کی غلاظت دھل جائے گی۔ وہ دوسرے چشمے سے غسل کریں گے تو ان کے بدن کبھی میلے نہ ہوں گے اور اس کے بعد ان کے بال بھی کبھی میلے نہ ہوں گے۔ ان پر نعمتوں کی شادابی جاری ہوگی، وہ جنت کے دروازے پر آئیں گے۔ سونے کے تختوں پر وہاں ایک یاقوت کا حلقہ ہوگا۔ وہ اس حلقہ کو اس تختے پر ماریں گے۔ اس کی آواز سنی جائے گی وہ ہر حوراء کو پہنچ جائے گا۔ (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) اس کا خاوند آچکا ہے۔ وہ حوراء اپنے نگران کو بھیجے گی جو اس متقی کے لیے دروازہ کھولے گا، جب متقی اس نگران کو دیکھے گا تو اس کے لیے سجدہ میں گر جائے گا۔ وہ نگران کہے گا اپنا سر اٹھا میں تیرا نگران ہوں، مجھے تیرا معاملہ سپرد کیا گیا ہے۔ وہ متقی اس کے پیچھے پیچھے چلے گا، حوراء جلدی کو حقیر سمجھے گی، وہ موتیوں اور یاقوت کے خیمے سے نکلے گی حتی کہ اسے گلے لگا

لے گی پھر کہے گی تو میرا محبوب ہے، میں تیری محبوبہ ہوں، میں ایسی ہمیشہ رہنے والی ہوں جسے کبھی موت نہیں آئے گی، میں ایسی نرم وملائم ہوں کہ کبھی میرا جسم سخت نہ ہوگا، میں ایسی خوش ہوں کہ کبھی ناراض نہ ہوں گی، میں (تیری منزل میں) ایسی ٹھہرنے والی ہوں جو کبھی سفر نہ کروں گی۔ پھر وہ متقی ایسے مکانوں میں داخل ہوگا جو بنیاد سے چھت تک ایک لاکھ ہاتھ ہوگی۔ اس کی بناء مختلف موتیوں کی چٹانوں پر رکھی گئی ہوگی۔ کوئی زرد، کوئی سرخ، کوئی سبز ہوگا۔ وہ ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہوں گی، اس مکان میں ستر پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر ستر بستر ہوں گے اور ہر اس بستر پر ستر بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر لباس ہوں گے، ان لباسوں کے اندر سے پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، وہ ان سے تمہاری اس رات کی مقدار میں جماع کرے گا، ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ (محمد: 15) وہ نہریں صاف ہوں گی ان میں گدلا پن نہ ہوگا وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ (محمد: 15) فرمایا یہ دودھ جانوروں کی کھیریوں سے نہیں نکالا گیا ہوگا وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ (محمد: 15) فرمایا اس کو مردوں نے اپنے قدموں سے نہیں نچوڑا ہوگا وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (محمد: 15) فرمایا یہ شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے نہیں نکالی گئی ہوگی، پس پھل میٹھے ہوں گے وہ اگر چاہے گا تو کھڑے ہو کر کھائے گا، اگر چاہے گا تو بیٹھ کر کھائے گا، اگر چاہے گا تو ٹیک لگا کر کھائے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا (الدھر: 14) پس وہ متقی کھانے کا اشتیاق کرے گا تو اس کے پاس سفید پرندہ آجائے گا، بعض اوقات فرماتے سبز پرندہ آجائے گا۔ پس وہ اپنے پروں کو بلند کرے گا اور اس کے پہلوؤں سے جس قسم کھانا چاہے گا کھالے گا۔ پھر وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا، پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا جو کہے گا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ (الزمر: 73) تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ (الاعراف)

ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے ابن عباس سے وِرْدًا کا معنی عطاشاً (پیاسا ہونا) روایت کیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وِرْدًا کا مطلب یہ ہے کہ وہ آگ کے پیاسے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پیاس کی وجہ سے ان کی گردنیں ٹوٹ رہی ہوں گی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وِرْدًا کا معنی پیاسا ہونا روایت کیا ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یعنی اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دی ہو اور اپنی قوت وطاقت سے برأت کی ہو اور اسے صرف اللہ تعالیٰ سے امید ہو۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا کے تحت روایت فرمایا ہے: مومنین ایک دوسرے کے شفعاء ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَهْدًا سے الصلاح مراد ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 146 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 147

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اس حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن کو خوشی عطا کی اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے الرحمٰن سے وعدہ لے لیا اور جس نے رحمٰن سے وعدہ لے لیا اسے آگ نہیں چھوئے گی، اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے **اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا** کی تلاوت کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا جس کے پاس میرا عہد ہے وہ کھڑا ہو جائے، کوئی شخص کھڑا نہ ہوگا مگر وہ جس نے دنیا میں یہ کہا ہوگا **اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُؤَدِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ**۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قیامت کے روز پانچ نمازیں لے کر آئے گا اور اس نے ان کے وضو، وقت، رکوع، سجود میں سے کسی چیز میں کمی اور کوتاہی نہیں کی ہوگی، وہ اس حال میں آئے گا کہ اللہ کی بارگاہ میں اس کے لیے عہد ہوگا کہ وہ اسے عذاب نہیں دے گا اور جو اس حال میں آئے گا کہ اس نے ان چیزوں میں سے کسی چیز میں کمی کی ہوگی اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عہد نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو رحم فرمائے گا اور اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہر نماز کے بعد یعنی سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات کہے گا فرشتہ اسے ایک کاغذ میں لکھے گا اور اس پر مہر لگا دے گا پھر وہ اسے قیامت تک محفوظ کر لے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی قبر سے اٹھائے گا تو وہ فرشتہ آئے گا، اس کے پاس کتاب ہوگی اور اعلان کر رہا ہوگا اہل العہود (عہد کرنے والے) کہاں ہیں؟ حتی کہ وہ عہد نامے ان کے حوالے کر دے گا اور وہ کلمات یہ ہیں: **اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ لِيْ عَهْدًا عِنْدَكَ تُؤَدِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ**۔ حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ انہوں نے ان کلمات کو اپنے کفن پر لکھنے کا حکم دیا۔(2)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 409 (3426)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 217، دار صادر بیروت

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا
لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ
وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ
لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾

''اور کفار کہتے ہیں بنالیا ہے رحمٰن نے (فلاں کو اپنا) بیٹا۔ (اے کافرو!) یقیناً تم نے ایسی بات کی ہے جو سخت معیوب ہے۔ قریب ہے آسمان شق ہو جائیں اس (خرافات) سے اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ گر پڑیں لرزتے ہوئے۔ کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ رحمٰن کا ایک بیٹا ہے۔ اور نہیں جائز رحمٰن کے لیے کہ وہ بنائے کسی کو (اپنا) فرزند۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے مگر وہ حاضر ہو گی رحمٰن کی بارگاہ میں بندہ بن کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کا شمار کر رکھا ہے اور انہیں گن لیا ہے اچھی طرح۔ اور وہ سب پیش ہوں گے اس کے سامنے قیامت کے دن تنہا۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے پیدا فرمادے گا خدائے مہربان ان کے لیے (دلوں میں) محبت۔ صرف اس لیے ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں اتار کر تاکہ آپ مژدہ سنائیں اس سے پرہیزگاروں کو اور ڈرائیں اس کے ذریعے اس قوم کو جو بڑی جھگڑالو ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِدًّا کا معنی قولاً عظیماً (بڑی بات) روایت کیا ہے۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ فرماتے ہیں: شرک ایسی چیز ہے جس سے آسمان، زمین، پہاڑ اور تمام مخلوق گھبراتی اور ڈرتی ہے لیکن جن و انس نہیں ڈرتے، قریب ہے کہ عظمت الٰہی کی وجہ سے اس خرافات سے سب چیزیں زائل ہو جائیں، جس طرح شرک کے ہوتے ہوئے شرک کی نیکی کچھ نفع بخش نہیں۔ اسی طرح ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موحدین کے گناہ معاف فرمادے گا۔ فرماتے ہیں هَدًّا کا معنی هدماً (توڑنا) ہے۔(1)

امام ابن المبارک، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں، طبرانی، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عون کے طریق سے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ پہاڑ، دوسرے پہاڑ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 50-148

آواز دیتا ہے: اے فلاں! کیا آج تیرے پاس سے کوئی ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہو؟ جب وہ کہتا ہے ہاں، تو وہ خوش ہوتا ہے۔ عون فرماتے ہیں کیا جب جھوٹی بات کہی جاتی ہے تو وہ سن لیتے ہیں اور نیکی کی بات نہ سنتے ہوں گے بلکہ وہ اچھی بات زیادہ سنتے ہیں۔ پھر انہوں نے بطور دلیل یہ آیات پڑھیں وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ...... الآیات۔ (1)

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں محمد بن المنکدر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب دو پہاڑ ... تو ایک دوسرے کا نام لے کر آواز دیتا ہے کہتا ہے اے فلاں! کیا تیرے پاس سے کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاں، تو پہلا پہاڑ کہتا ہے، اللہ نے تیری آنکھیں ٹھنڈی کیں لیکن میرے پاس سے آج کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا نہیں گزرا۔

امام حاکم رحمہ اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَتَفَطَّرْنَ (یعنی یاء اور نون کے ساتھ) پڑھا اور تَخِرُّ کو تاء کے ساتھ پڑھا۔ (2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلْاِنْفِطَار کا معنی اَلْاِنْشِقَاق (پھٹنا) روایت کیا ہے۔

ابو الشیخ نے الضحاک سے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کی عظمت کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں۔

امام ابن المنذر نے ہارون سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں یَتَفَطَّرْنَ (یعنی یاء کے ساتھ) تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو انہوں نے مکہ میں اپنے ساتھیوں شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف کی جدائی محسوس کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (3)

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کہو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ عَهْدًا وَّاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ وُدًّا وَّاجْعَلْ لِّیْ فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مَوَدَّةً۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی یعنی مومنین کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی۔ (4)

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا کے متعلق پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ مومنین اور ملائکہ مقربین کے دلوں میں محبت پیدا کرنا ہے اللہ تعالیٰ مومنین کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے المنة والمحبة والحلاوة اور صالحین

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 401 (537)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 267 (2964)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 153
4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 151 (11162)، دار الفکر بیروت

کے دلوں میں رعب وہیبت ۔(1)

امام عبدالرزاق، الفریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد دنیا میں لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنا ہے۔(2)

ہناد نے الضحاک سے سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ مومنین کے سینوں میں ان کی محبت پیدا کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ہناد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ ان متقین کے لیے اس طرح محبت پیدا فرماتا ہے کہ وہ لوگوں سے محبت کرتا ہے اور لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پھر آسمان میں اس کی محبت کی منادی کرائی جاتی ہے پھر اس کے لیے محبت اہل زمین میں اتاری جاتی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ سے یہی مراد ہے، اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے۔ میں فلاں شخص کو ناپسند کرتا ہوں، پھر اہل آسمان کے درمیان منادی کی جاتی ہے کہ پھر اس کا بغض اہل زمین میں اتارا جاتا ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندہ اللہ تعالیٰ کا رضا کی متلاشی رہتا ہے اور ہمیشہ اسی حالت میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل سے فرماتا ہے میرا فلاں بندہ میری رضا چاہتا ہے، پس میں اس پر راضی ہوں، جبرئیل کہتا ہے اللہ کی رحمت ہو اس شخص پر، حاملین عرش بھی یہی کہتے ہیں پھر ان کے بعد والے فرشتے بھی یہی کہتے ہیں حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کہتے ہیں پھر یہی پیغام رحمت اہل زمین پر اتارا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی چیز کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ اور جب کوئی بندہ غضب الٰہی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل! فلاں مجھے ناراض کرتا ہے خبردار! میرا اس پر غضب ہے۔ جبرئیل کہتا ہے: اس پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر حاملین عرش بھی یہی کہتے ہیں اور پھر ان کے بعد والے فرشتے بھی یہی کہتے ہیں حتیٰ کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کہتے ہیں پھر اس کی ناراضگی زمین پر اتاری جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پایا کہ کسی کی محبت زمین والوں میں ہوتی حتیٰ کہ اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے پھر وہ جنت کو اہل زمین پر اتارتا ہے پھر میں نے قرآن پڑھا تو اس میں یہ آیت پائی: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 367 (1795)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 137 (34787)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 514 (3161)، دار الفکر بیروت
5۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے محبت، ملاحت اور مومنین کے دلوں میں محبت ومودت، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو درداء نے مسلمہ بن مخلد کی طرف خط لکھا تم پر سلام ہو، اس کے بعد یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے تو وہ اسے اپنے بندوں کا بھی محبوب بنا دیتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مبغوض ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ جب اسے ناپسند فرماتا ہے تو اپنے بندوں کے دلوں میں بھی اسے ناپسند بنا دیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بندے کے لیے شہرت ہوتی ہے اگر وہ نیک ہو تو اس کی محبت زمین میں رکھی جاتی ہے۔ اگر برا ہو تو اس کی برائی زمین میں اتاری جاتی ہے۔(2)

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محبت اللہ کی طرف سے ہے اور شہرت آسمان سے ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ پس جبرئیل منادی کرتا ہے تمہارا رب فلاں سے محبت کرتا ہے۔ پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس اس کی محبت زمین میں اتاری جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے میں فلاں کو ناپسند کرتا ہوں تو بھی اس سے بغض رکھ پھر جبرئیل منادی کرتا ہے، بے شک تمہارا رب فلاں کو ناپسند کرتا ہے، تم بھی اسے ناپسند کرو۔ پس اس کے لیے زمین میں بغض جاری ہو جاتا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لُدًّا کا معنی فُجَّارًا ہے۔(4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حسن سے لُدًّا کا معنی صُمًّا (بہرے) روایت کیا ہے۔

امام بن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی جھگڑالو روایت کیا ہے۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ قَوْمًا لُدًّا یعنی ایسی قوم جو باطل کے ذریعہ سے جھگڑتی ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریش ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لُدًّا کا مطلب ایسی قوم ہے جو راہ راست پر نہیں چلتی۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 154
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 367 (1749)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ

لَهُمْ رِكْزًا

اور کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے، کیا محسوس کرتے ہو ان میں سے کسی کو یا سنتے ہو ان کی

ذرا آہٹ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تُحِسُّ کا معنی تری (دیکھنا) ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تُحِسُّ کو تاء کے ضمہ اور حاء کے

کسرہ اور سین کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور اس میں ادغام نہیں کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم

نے ان میں سے کسی کا وجود دیکھا ہے یا کسی کی آواز سنی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قوم چلی گئی نہ اس کی آواز باقی ہے اور کوئی آنکھ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِكْزًا کا معنی آواز روایت کیا ہے۔

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے رِكْزًا کے متعلق پوچھا تو ابن

عباس نے فرمایا اس کا معنی حس ہے۔ نافع نے کہا کیا یہ معنی عرب جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

فقد توجس رکزاً متفقدس   بنبأة الصوت ما في سمعه كذب

اس شعر میں رِكْزًا معنی حس استعمال ہوا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 367 (1796)، دار الکتب العلمیہ بیروت